UNIVERSAL LIBRARY
OU_224446
UNIVERSAL LIBRARY

رپورٹ تحقیقات مرغبانی

در

ممالک محروسہ سرکار عالی

مرتبہ

نظام الدین حیدر

ایڈیشن نمبر (۲)

سررشتہ زراعت سرکار عالی

حیدرآباد دکن

مطبوعہ دار الطبع سرکار عالی

فہرست مضامین

صفحات

دیباچہ ۴

اوّل۔ تعارف ۵

دوّم۔ مرغبانی کی اہمیت۔

(الف) ضروریات انسانی اور مرغبانی کی اہمیت ۸

(ب) ہندوستان اور مرغبانی کی اہمیت ۱۰

(ج) مرغبانی کا پیشہ اور ریاست حیدرآباد ۱۲

سوم۔ طریقہ تحقیقات ۱۳

چہارم۔ فن مرغبانی کی موجودہ حالت۔ ۱۵

(الف) مرغیوں کی پرورش کرنے والے ۱۶

(ب) مرغ کی نسلیں ۱۹

(ج) خورونوش و بود و باش ۲۵

(ہ) پیداوار ۲۹

(ر) امراض ۳۲

(س) پیداوار کی نکاسی ۳۴

(ص) خالص نسلوں کے پالنے والے شوقین ۴۷

(ط) بلدہ حیدرآباد اور سکندرآباد میں مرغ۔ انڈوں کا استعمال۔ ۵۴

پنجم۔ تشکر ۶۱

ششم۔ خلاصہ و تجاویز ۶۱

فہرست ضمیمہ جات

صفحات

(الف) فہرست مواضعات و مرغبانان و پرند ۶۸
(ب) فہرست مرغبانان بہ لحاظ مذہب و قوم ۶۹
(ج) مواضعاتی معلومات متعلق بہ مرغبانی ۷۱
(د) ضلع میں مرغبانی کی معلومات ۷۲
(ہ) گشتی سوال بند ۷۳
(س) تعداد مرغبانان بہ لحاظ پیشہ ۷۶
(ص) گراف۔ ہوٹلوں میں سال کے مختلف موسموں میں انڈوں اور پرندوں کے خرچ کی تعداد ....
(ط) نقشہ ممالک محروسہ سرکار عالی جس میں وہ تمام اسٹیشن دکھائے گئے ہیں جہاں سے مرغ اور انڈے باہر بھیجے جاتے ہیں ....

فہرست تصاویر

شمار	تصویر	مقابل صفحات
١	دیسی پرندوں کا جھنڈ	٢٠ و ٢١
٢	اصیل مُرغ کا جوڑا	٢٦ و ٢٧
٣	لگ ہارن نسل کا جوڑا	" "
٤	رہوڈ آئلینڈ ریڈ نسل کا جوڑا	" "
٥	مٹی کا دربہ	" "
٦	پتھر کا دربہ	٣٠ و ٣١
٧	مٹکا جس کا دربہ بنایا جاتا ہے	" "
٨	ٹاپا	" "
٩	ٹوکری جس میں انڈے پیک کیے جاتے ہیں	٣٨ و ٣٩
١٠	بانس کی ٹوکری جس میں پرندے رکھکر باہر بھیجے جاتے ہیں	٤٤ و ٤٥
١١	آدمی کا ہاتھ میں پرندوں کو لٹکا کے لیجانا	٥٤ و ٥٥
١٢	ٹوکری جس کی بہنگی بنا کر کاندھوں پہ لیجاتے ہیں	"

دیباچہ

اس تحقیقات کے لئے انڈسٹریل ٹرسٹ فنڈ نے رقمی امداد کی ہے۔ ملک کا غریب طبقہ اپنی بسر و برد کے لئے جن طریقوں سے روزی کماتا ہے۔ اُن میں اس فن مرغبانی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس بات کا لحاظ رکھتے ہوے باوجودیکہ اس رپورٹ کی ترتیب و طباعت میں تاخیر واقع ہوئی مگر فن مرغبانی کو ترقی دینے اور اُس کی حوصلہ افزائی کرنے کے تدابیر پر عمل کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔ صدر مزرعہ حمایت ساگر (متصل حیدرآباد) میں ایک مرغبانی کا شعبہ علحدہ قائم کیا گیا ہے۔ تاکہ تجربہ کر کے کوئی ایسی نسل دریافت کرلیجائے جو اس ریاست کے جنوبی اور جنوبی و مشرقی حصوں کے لئے مناسب ہو۔ اور وہاں سے خواہشمند لوگوں کو قابل اعتبار پرند اور بچے نکالنے کیلئے انڈے مہیّا کئے جاسکیں۔ اسی طرح ریاست کے بقیہ نصف حصہ کے واسطے پربھنی میں بھی ایسا ہی مزرعہ قایم کیا جانے والا ہے۔ حیدرآباد کے متصل منچرویل میں مرکز ترقیات دیہی قائم ہوا ہے۔ اس مرکز میں بھی مرغبانی کے شعبہ کو خاص اہمیت ہے۔ اس کے علاوہ مرغبانی کی دو نمائشیں بھی کیجا چکی ہیں۔ اور ایک انجمن مرغبانی (پولٹری اسوسیشن) بھی قائم کی گئی ہے۔ سررشتہ علاج حیوانات کی شرکت عمل سے پرندوں کے واسطے مفید دوائیں وغیرہ مہیّا کرنیکا انتظام کر رہی ہے اور دارالسلطنت حیدرآباد میں انڈوں کا پہلا گودام قائم کرنیکی کوشش کر رہی ہے۔ اس سے اور دوسرے پیش نظر تدابیر سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں فن مرغبانی سے لوگوں کو دلچسپی بڑھنا چاہئے۔ مسٹر نظام الدین حیدر نے نہایت واضح اور دلچسپ رپورٹ لکھی ہے جو بہت ہی مفید و کارآمد ثابت ہوگی۔ انھوں نے اس تحقیقات کی نگرانی اور اس رپورٹ کی ترتیب اپنے مقررہ فرائض کے علاوہ انجام دی ہے۔

(حیدرآباد ۶ رجب ۱۹۳۲ء) دستخط بی۔ ایلڈی۔ کالنس۔ (صدر ناظم صنعت و حرفت)

(اوّل) تعارف

مرغیوں کی پرورش کو ممالک محروسہ سرکار عالی میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کا رواج زیادہ تر مضافات میں ہے جہاں دیہاتی مرغیوں کو پالتے ہیں۔ یوں تو لوگ بطے اور فیل مرغ وغیرہ بھی پالتے ہیں مگر کثیر تعداد میں مرغیوں اور انہیں کے انڈوں کا کاروبار ہے۔ اس لئے اضلاع میں سردست یہ تحقیقات مرغیوں ہی کے متعلق کی گئی ہے۔ اس تحقیقات کو مکمل تو نہیں کہا جا سکتا مگر جو مقصد پیش نظر ہے اُس کی تکمیل کے لئے کافی معلومات بہم پہنچائے گئے ہیں۔

(۲) اصل میں مقصد تحقیقات یہ تھا کہ پوری طرح سے یہ بات واضح ہو جائے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں یہ فن مرغبانی کس حد تک پھیلا ہوا ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جائے کہ کون کون سی تدبیریں ایسی ہو سکتی ہیں جن سے اس فن کو ترقی اور اہل فن کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ چنانچہ اس رپورٹ میں اس کاروبار کی وسعت اس کی موجودہ حالت اور اسے ترقی دینے کے ذرائع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ امید ہے کہ حکومت سرکار آصفیہ اور عوام و خواص اس طرف اپنی توجہ مبذول کریں گے اور اپنی ہر ممکن کوشش سے اس کاروبار کی موجودہ پستی و خستہ حالی کو دور کر کے جلد از جلد بام ترقی تک پہنچا دیں گے۔ اور یقین ہے کہ اس کا ظہور جلد ہی ہو جائیگا اس لئے کہ ترقی کے آثار پیدا ہو چکے ہیں اور موافق حالات اور حوصلہ افزا علامات اسی وقت سے پیش نظر ہیں۔ جن کی تفصیل اس رپورٹ سے معلوم ہو گی۔

(۳) سرکار عالی کی جانب سے ان مقاصد کی حصول کے لئے عملاً کچھ کام بھی شروع کیا جا چکا ہے۔ صدر مزرعہ آزمائشی حمایت ساگر پر ایک شعبہ مرغبانی کا کھول بھی دیا گیا ہے۔ اور چند مفید و کارآمد نسلوں کی مرغیاں پالی گئی ہیں تاکہ ان پر تجربہ کر کے یہ دریافت کر لیا جائے کہ

ملک کے لئے کون کون سی نسل کے پرند سب سے زیادہ موزوں و کار آمد
ہیں۔ اس شعبہ کا کام اس وقت تک نہایت قابل اطمینان ہے۔ اسی طرح
قصبہ پٹنچرو ضلع میدک میں ایک اور مزرعہ "مرکز ترقیات دیہی" کے نام سے
قائم کیا گیا ہے۔ اور اس مرکز کے کاروبار کو چلانے کے لئے ینگ منس کرسچین
اسوسیشن (وائی۔ یم۔ سی۔ اے) کوئمبٹور سے ایک ماہر فنون دیہی کی
خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ سردست اس مرکز پر ضروری لوازمات فراہم
کئے جا رہے ہیں۔ کاروبار کی نوعیت وہی ہوگی جو ینگ منس کرسچین اسوسیشن
کے کاموں کی ہے۔ مرکز کے قیام کے مقاصد یہ ہیں کہ وہ تدبیریں دریافت
کیجائیں جن سے دیہاتیوں کی پیشوں اور اُن کے فنون کو ترقی ہو سکتی ہو۔
اس کے بعد اُن ترقیوں کے ذرائع اور اُن اصلاحات کو دیہاتوں میں رائج
کرنے کی کوشش کیجائے۔ چنانچہ مرکز نے جن فنون کو منتخب کیا ہے انہیں
مرغبانی بھی ہے۔ علاوہ ازیں حیدرآباد میں نمایش باغبانی و مرغبانی دو مرتبہ
منعقد کیجا چکی ہے۔ ایک فروری سنہ ۱۹۳۱ء میں اور پھر دوسرے سال
فروری سنہ ۱۹۳۲ء میں۔ ریاست حیدرآباد میں یہ پہلا اتفاق ہے کہ ایسی
نمایش کی گئی ہے۔ پہلے ہی سال بھی مرغیوں اور مرغوں کا داخلہ نمایش
میں توقع سے زیادہ کامیاب رہا۔ اور دوسرے سال کی نمایش تو
اور بھی آگے بڑھ گئی یہاں تک کہ پہلے سال کے مقابلہ میں اشیاء
نمایشی کی تعداد دو گنی سے زیادہ ہو گئی۔ اُس کے علاوہ بعض بعض پرند تو
نہایت ہی اعلیٰ قسم کے دیکھنے میں آئے۔ اور سب سے زیادہ مسرت
کی بات یہ ہے کہ مقابلہ کرنے والوں میں بہت ہی جوش تھا۔ پہلی نمایش
میں ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی مشہور ماہر فن مرغبانی مسز اینسل بھی
آئی تھیں۔ ان کو حکومت سرکار عالی نے اس غرض سے مدعو کیا تھا کہ وہ
نمایش میں نمایشی اشیاء کو جانچ کے انعامات کا فیصلہ کریں اور اس
فن مرغبانی کو ترقی دینے کے متعلق مشورہ دیں۔ چنانچہ انہیں کے
مشورہ کے مطابق فوراً ہی اُن کی موجودگی میں ایک انجمن قائم کی گئی

جس کا نام حیدر آباد پولٹری اسوسیشن رکھا گیا۔ ارباب شوق کی معقول تعداد نے انجمن کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور اس انجمن نے مختصر پیمانہ پر کچھ علمی کام بھی شروع کر دیا ہے۔

(۴) بہر حال ان باتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حالات نہایت ہی موافق اور توقعات نہایت ہی امید افزا ہیں۔ اور اگر ہم اسی طرح شاہراہ کوشش پر ثابت قدمی کے ساتھ گامزن رہے تو یقینی وہ دن دور نہیں ہے کہ جب ہمارا قدم منزل مقصود تک پہنچ جاوے۔

نظام الدین حیدر
معتمد ناظم زراعت سرکار عالی

(دوم) مرغبانی کی اہمیّت

(الف) ضرورِیات انسانی اور مرغبانی کی اہمیّت

یہ ایک مُسلّمہ امر ہے کہ بنی نوع انسان کے لئے سب سے بہتر اور سب سے مکمل غذا دودھ ہے۔ علاوہ ساری دنیا کے ملک ہندمیں بھی اُس کو تسلیم کرلیا گیا اور امیر و غریب ہر طبقہ کی آبادی عملاً بھی اس پر کاربند ہے۔ اچھّا برا دودھ جیسا بھی مل سکتا ہے استعمال ضرور کیا جاتا ہے اگرچہ عمدہ اور خالص دودھ بہت کم دستیاب ہوتا ہے۔ لیکن دودھ کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جس کی خوبیوں کا احساس ابھی تک جیسا ہونا چاہئیے تھا نہیں ہوا ہے مرغی کا انڈا کسی صورت سے دودھ سے کم نہیں ہے بلکہ دودھ کے مقابلہ میں نہایت آسانی کے ساتھ استعمال اور دستیاب ہوسکتا ہے۔ خشک انڈے کے کیمیاوی تجربہ سے پوری طرح ثابت ہوچکا ہے کہ علاوہ سہل الحصول ہونے کے انڈے میں بہ نسبت دودھ کے مقوی اجزا زیادہ شامل ہیں۔ تجربہ کی تشریح حسب ذیل ہے۔

شمار	اجزاء	شمول فیصدی		
		انڈا	گوشت مرغ	شیر گاؤ
۱	دھنیت (چربی)	۳۸۶۶	۳۸،۵	۲۵ ۶۰
۲	پروٹین *	۴۹۶۸	۴۹ ۶۰	۳۳ ۶۰
۳	معدنیات	۳۶۵	۸۶۶	۲۶۲۵
۴	شکر	۰	۰	۳۵۶۷۵

* پروٹین غذا کے اُس جز کو کہتے ہیں جس سے گوشت بنتا ہے۔

اس بات کا بھی تخمینہ کیا جا چکا ہے کہ ایک پونڈ دودھ اور ایک پونڈ انڈوں میں اگر مقابلہ کیا جائے تو انڈوں میں غذائیت زیادہ پائی جائیگی۔ ایک درجن انڈوں کا وزن تقریباً چوبیس اونس کے برابر ہوتا ہے۔ اگر اتنے ہی دودھ کا تجربہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انڈوں میں غذائے انسانی کے اجزا نسبتاً زیادہ ہیں ان باتوں سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مرغی کا انڈا انسان کی غذا کے لیئے دودھ سے بھی زیادہ مفید اور ضروری ہے۔ اس سے یہ منشا نہیں ہے کہ بجائے دودھ کے انڈا ہی استعمال کیا جایا کرے لیکن روزانہ کی غذا میں اُس کی مناسب مقدار ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ انڈوں کے فوائد اور اُن کی اہمیت کا احساس یورپ کی مہذب و تعلیم یافتہ اقوام نے بخوبی کر لیا ہے۔ مثلاً پیرس کی مثال موجود ہے شہر کا ہر باشندہ سال بھر میں تخمیناً دوسو انڈے ضرور کھا لیتا ہے۔ مگر ہندوستانی ممالک میں صورت حال بالکل مختلف ہے۔ باشندگان ہند میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ملیگی جو مرغ اور انڈے کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ اور اس کے استعمال سے کراہت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ استعمال تو درکنار اُس کے پالنے اور چھونے تک میں انہیں ذلت محسوس ہوتی ہے۔ جو لوگ اس کے استعمال کو روا رکھے ہوئے ہیں اُن کی تعداد بہت ہی قلیل ہے۔ اُن میں مسلمان عیسائی اور پارسی کے علاوہ نیچی ذات والے لوگ شامل ہیں۔ اگر تخمینہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان کے شہروں میں فی کس صرف بیس انڈے بھی مشکل سے پورے سال میں خرچ ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے پیرس میں فی کس دوسو انڈوں کا اوسط ہے۔ ہندوستان میں زیادہ تر مرفہ الحال طبقے کے لوگ ہی انڈوں کو حاصل اور استعمال کرتے ہیں۔ متوسط الحال لوگوں کو شاذ و نادر ہی اُس کے چکھنے کا موقع ملتا ہے اور غربا تو اُس کے استعمال کو اپنی حیثیت اور اپنے امکان سے باہر سمجھتے ہیں۔

یہی حال مرغ کے گوشت کا بھی ہے۔ انڈوں کے مقابلہ میں جانور کا گوشت استعمال کرنے والے بہت ہیں لیکن مرغ کا گوشت صرف مرفہ الحال طبقے کے لوگوں میں استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ مرغ کا گوشت نہایت ہی زود ہضم

ہوتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ نہایت آسانی سے حاصل بھی ہو سکتا ہے۔ بڑے جانور کو ذبح کرنے ایک یہ بات مانع ہوتی ہے کہ کسی ایسے مقام پر نہیں ذبح کیا جا سکتا۔ جہاں کھانے والوں کی تعداد کم ہو۔ مرغ کے لئے کسی قسم کے پس وپیش کی ضرورت نہیں ہوتی اُسے ہر جگہ اور ہر وقت استعمال کیا جا سکتا ہے

انڈا صرف غذا ہی کے لئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف صنعتوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً صرف ممالک متحدہ امریکہ ہی کا تخمینہ ہے کہ چھینٹ (کپڑا) کے چھاپنے میں سالانہ اڑتالیس کروڑ انڈے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ شراب کی صفائی میں بارہ کروڑ اور چمڑے کے مختلف سامان کی تیاری اور جلد بندی وغیرہ میں چوبیس کروڑ انڈے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مرغ اور انڈوں کو صرف یہی اہمیت نہیں ہے کہ جس ملک میں پیدا ہوں وہاں کے باشندوں کے کھانے میں آئیں بلکہ اگر پیداوار مقامی ضرورت سے زائد ہو تو بہت بڑی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ مثلاً جزائر برطانیہ میں سال بھر میں ساڑھے چھہتر کروڑ روپیہ کے انڈے اور مرغ وغیرہ استعمال کر ڈالے جاتے ہیں۔ ان میں سے تقریباً چالیس فی صدی مرغ اور انڈے دوسرے ملکوں سے درآمد کئے جاتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ دوسرے ممالک اپنے یہاں کے زائد از ضرورت انڈے اور مرغ صرف جزائر برطانیہ کے ہاتھ فروخت کر کے سالانہ تیس کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ کما لیتے ہیں۔ ان میں سے خاص خاص ملک چین، مصر، جنوبی آفریقہ اور اسٹریلیا ہیں۔ ہندوستان اس آمدنی میں بالکل برائے نام حصہ دار ہے۔ مختصر یہ ہے کہ "ہندوستان میں فن مرغبانی کا حال یہ ہے کہ لوگوں کے ذہن میں نہ تو ذریعہ آمدنی کے لحاظ سے اس کی کوئی وقعت ہے۔ اور نہ غذا کے اعتبار سے کوئی خاص اہمیت۔"

۲۔(ب) ہندوستان اور مرغبانی کی اہمیت

ہندوستان کے جنگلوں میں مختلف اقسام کے مرغ اور مرغیاں اب بھی پائی جاتی ہیں۔ گھریلو مرغ جو عموماً پالے جاتے ہیں اسی جنگلی مرغ کی نسل سے

کہے جاتے ہیں۔ نسلوں کو قائم رکھنے یا بڑھانے کی طرف جن لوگوں نے توجہ کی وہ زیادہ تر محدود رہے "اصیل" تک۔ کسی اور کارآمد اور فائدہ مند نسل کی طرف بہت ہی کم توجہ کی گئی۔ اس میں اس قدر شغف ہوا کہ مرغبازی کے مشغلہ نے بے انتہا مقبولیت حاصل کر لی۔ اور کم وبیش ہر جگہ اصل و خالص نسل کے لڑنے والے اصیل پرند نظر آنے لگے۔ لیکن اب اس شوق میں بھی انحطاط شروع ہو چکا ہے اور اس وقت بھی خالص نسل کا اصیل پرند ملنا دشوار ہو گیا ہے۔ معمولی نسل کے پرند جو لڑانے کے کام نہیں آتے تھے بالکل نظر انداز کر دیے گئے۔ اور خالص نسل کے پرند کی نسل کو قائم رکھنے کی کوئی ضرورت محسوس ہی نہیں کرتا اور نہ معمولی مرغیوں کی معقول طور سے داشت و پرداخت ہی کی جاتی ہے۔ پھر بھی یہ دوغلی نسل کے دیسی مرغیاں ہندوستان کے ہر گوشہ میں پائے جاتے ہیں اور یہ اس قدر سخت جان ہوتی ہیں کہ ان کو کچھ بھی مل جائے اور کیسے بھی حالات میں وہ رکھی جائیں وہ بسر کر لیجاتی ہیں۔ یہ توانائی و مضبوطی غالباً اس جدوجہد کا نتیجہ ہے جو اس پرند کو ہزارہا سال تک اپنی بقا کے لئے کرنا پڑی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے ہر خطے کی آب و ہوا مرغبانی کے لئے موزوں ہے۔ اس لحاظ سے مرغبانی کے پیشہ کو عام ہونا چاہیئے تھا مگر توقع کے خلاف بہت کم مقبول ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی آبادی کا زیادہ حصہ مذہباً مرغ کو ناپاک تصور کرتا ہے۔ بہت قلیل تعداد آدمیوں کی ایسی ہے جو مرغ کو پالتے ہیں۔ اور ان کی پیداوار سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ حال تقریباً ہندوستان بھر کا ہے سوا دو تین جگہوں کے یعنی صوبہ آسام و مشرقی بنگال اور ریاست حیدرآباد جہاں تک راقم کو علم ہے۔ آخر الذکر صوبجات میں مرغبانی قریب قریب عام ہے۔ علاوہ غیر ہنود کے نیچی ذات والے ہندو بھی آزادی کے ساتھ مرغیاں پالتے ہیں۔

ان صوبوں میں بعض بعض مقامات پہ مرغیاں اس کثرت سے ہیں کہ پالنے والوں کی سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کی پیداوار کو کس طرح استعمال کریں۔

یا کس طرح فروخت کریں۔ اگر زاید پیداوار کی نکاسی کے طریقے ان کو معلوم ہوں تو یقین وہ اپنی زیادہ پیداوار سے معتدبہ نفع اٹھا سکتے ہیں۔

۲-(ج) مرغبانی کا پیشہ اور ریاست حیدرآباد

ممالک محروسہ سرکار عالی ہندوستان کے اُن چند صوبہ جات میں سے ہے۔ جہاں مرغبانی کا پیشہ کم و بیش ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ یہاں جنگلوں میں اب تک جنگلی مرغ بھی نظر آتا ہے دیسی مرغ "اصیل"۔ کو یہاں اُس کے قد و قامت اور صفت جنگ آزمائی میں ایسی ترقی دی گئی تھی کہ اس کا شہرہ تمام عالم میں ہو گیا تھا۔ لیکن اب اس کی شہرت اور نسل میں انحطاط شروع ہو گیا ہے۔ اب بھی کہیں کہیں بالکل خالص نسل کے نمونے نظر آجاتے ہیں۔ لیکن عام طور پر اب اصیل بہت کمیاب ہو گیا ہے۔ سابق میں اصیل پرند بہت ہی عام تھا جس کا ثبوت اس وقت تک موجود ہے۔ دیہاتوں یا شہروں میں جو دوغلی قسم کے پرند نظر آتے ہیں اُن کی جسمانی ساخت اور گینڈے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں اصیل کا خون شامل ہے۔ اور دیسی پرند ہر جگہ پر موجود ہیں۔ ممالک محروسہ سرکار عالی کے حدود میں شہروں کے علاوہ کوئی گاؤں ایسا نہیں ملیگا جہاں مرغ موجود نہ ہو۔ کوئی سیاح سفر کرتا ہوا ریاست کے کسی اندرونی موضع ہی میں کیوں نہ ہو پہنچ جائے اُسے کوئی زحمت نہ ہوگی۔ روٹی ممکن ہے کہ اسے نہ بھی ملے مگر انڈے اور مرغ کے گوشت کے ملنے میں کسی قسم کی دقت نہیں ہوگی۔ یہ تحقیقات ملک کے ۱۴۸ مواضعات میں کی گئی۔ جن میں مجموعی طور پر ۶۴۵۱ مرغ پالنے والے ملے اور کل (۹۲۷۴۷) پرند اس کے معنی یہ ہوئے کہ فی موضع ۴۴ مرغبان اور ۶۲۷ پرند کا اوسط ہے۔ ضمیمہ (الف) میں اُن مواضعات اور مرغبان اور پرندوں کی تفصیل درج ہے جن کی نسبت تحقیقات کی گئی ہے۔ بمقابلہ شمالی ہندوستان کے یہاں اس پیشہ کی وسعت کی وجہ یہ ہے کہ علاوہ غیر ہنود کے اہل ہنود میں بھی بکثرت ایسے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ہماری تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ

اَسّی فیصدی مرغبان ہندو ہیں جن میں سے کم سے کم پچاس فی صدی اونچی ذات کے ہندو ہیں غیر ہنود صرف بیس فیصدی ہی ہیں جیسا کہ ضمیمہ (ب) سے معلوم ہوگا یہاں انڈے اور مرغ ضرورت استعمال سے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ جو اس سے ظاہر ہے کہ سالانہ اوسطاً چار لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے انڈے اور مرغ یہاں سے باہر بھیجے جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ چار لاکھ چالیس ہزار کا عدد کچھ غیر معمولی طور پر تعجب انگیز چیز نہیں ہے لیکن دوسرے صوبوں کے اعداد کو دیکھتے ہوے قابل لحاظ ضرور ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر اوسطاً ایک دیہاتی کی بسر اوقات کے لئے سال بھر میں ایک سو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ کل آمدنی چار ہزار چار سو آدمیوں کے لئے کافی ہوگی اور چار ہزار چار سو نفوس کا تو ایک اچھا خاصہ گاؤں ہوتا ہے (یہ واضح رہے کہ صرف مرغبانی ہی کا پیشہ فی زمانہ کسی شخص کا ذریعہ معاش نہیں ہے)

انھیں باتوں پر غور کرکے سرکار عالی نے مناسب سمجھا کہ فن مرغبانی کی وسعت کی مکمل تحقیقات کیجائے اور وہ تدابیر معلوم کئے جائیں جن سے اس پیشہ اور اس فن کی ہمت افزائی اور ترقی ہو۔ اس تحقیقات کے مصارف کے لئے انڈسٹریل فنڈ حیدرآباد نے مبلغ دو ہزار پانچ سو روپیہ منظور فرمائے اور یہ کام راقم الحروف کے سپرد کیا گیا جو اس وقت نائب نظامت زراعت سمت تلنگانہ کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ مسٹر اے۔ بی۔ وسیکھہ چونکہ فن مرغبانی کا عملی تجربہ رکھتے تھے۔ اس لئے انہیں مددگار تحقیقات کی جگہ پر مقرر کیا گیا۔ اور انھوں نے راقم کی نگرانی میں تحقیقات کو انجام دیا۔

(سوم) طریقہ تحقیقات

جہاں تک راقم کو علم ہے یہ تحقیقات ہندوستان میں اپنی نوعیت کی پہلی تحقیقات ہے اس لئے اس جگہ پر مختصراً طریقہ تحقیقات بیان کردینا غالباً باعث دلچسپی ہوگا۔ صرف ریلوے اور سررشتہ کروڑگیری سے اس کے متعلق

کچھ مواد دستیاب ہو سکا۔ اور وہ بھی یہ کہ انڈوں اور پرندوں کی کتنی ٹوکریاں باہر جاتی ہیں اور ان کی قیمت کا کیا اندازہ ہوتا ہے اور ان پر کسقدر محصول عاید کیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی مواد نہ مل سکا۔ اس لئے زیادہ تر عین موقع پر مواضعات میں جا کے مواد حاصل کرنا پڑا۔ ریاست حیدر آباد سے تقریباً کل مال بمبئی ہی کو بھیجا جاتا ہے اس لئے مددگار تحقیقات کو بمبئی بھیجا گیا۔ تاکہ وہاں کے بازاروں کے حالات کا معائنہ اور تحقیقات کریں۔ سررشتہ ریلوے سے سب سے پہلے ریاست حیدر آباد کے ان تمام ریلوے اسٹیشنوں کے نام حاصل کئے گئے جہاں سے انڈے یا پرند برآمد کئے جاتے تھے۔ تحقیقات میں بہت زیادہ تفصیل اور ایک ایک چیز کی گنتی کو کچھ زیادہ اہم اور ضروری نہیں خیال کیا گیا اس لئے کہ ملک بھر میں پرندوں کو پالنے اور ان کے رکھنے کے طریقے کم و بیش یکساں ہیں۔ اس لئے خاص خاص مرکزوں اور چند مشہور مواضعات ہی میں تحقیقات کرنا کافی سمجھا گیا۔ تحقیقات سے بعد میں یہہ ثابت بھی ہو گیا کہ ملک بھر میں ہر ہر جگہ پر تحقیقات کرنا ضروری بھی نہیں تھا کیونکہ واقعی ریاست بھر کے تمام مقامات کے حالات تقریباً یکساں ہیں۔ وہ تمام ریلوے اسٹیشن تحقیقات کے مرکز قرار دئے گئے جہاں سے کم سے کم انڈوں یا مرغوں کی ایک ٹوکری روزانہ روانہ کیجاتی تھی۔ ان کے علاوہ چند دوسرے اسٹیشنوں کا معائنہ بھی کیا گیا مددگار تحقیقات نے جن اسٹیشنوں کا معائنہ کیا اور جو اسٹیشن مرکز تحقیقات رہے ان کی فہرست ضمیمہ (الف) میں درج ہے۔ اس کے علاوہ ریاست کے نقشہ میں بھی جو اس رپورٹ کے ساتھ منسلک ہے تمام اسٹیشن دکھائے گئے ہیں۔ ان تمام مواضعات میں تفصیلی تحقیقات کی گئی جو مرکزوں کے قریب واقع تھے اور اپنا مال برآمد کرنے کے لئے ان اسٹیشنوں کو بھیجتے تھے۔ مددگار تحقیقات نے اسٹیشن کے دفتر سے برآمد کے اعداد و شمار حاصل کئے۔ برآمد کنندگان کے نمایندوں سے تجارت کے متعلق بہت سے معلومات بہم پہنچائے۔ اور ان تمام مواضعات کے نام معلوم کئے جہاں کے لوگ اپنا مال اس اسٹیشن سے روانہ کرتے تھے

اُس کے بعد مددگار تحقیقات نے ہر ہر موضع میں جا جا کے موقعہ پر تحقیقات کی۔ ان معلومات کو ضمیمہ (ج) مطبوعہ تختہ جات میں جمع کیا جاتا رہا۔ تختہ کا نام "مواضعاتی معلومات متعلق بہ مرغبانی" انہیں تختوں سے "معلومات ضلع متعلق بہ مرغبانی" کے تختے تیار کئے گئے۔ جس کا نمونہ ضمیمہ (د) میں شریک ہے۔ ایک گشتی بہ شکل سوال بند جاری کی گئی جس کا مقصد یہ تھا کہ مرغ پالنے اور اُن کو رکھنے کے طور طریقوں کے متعلق معلومات حاصل ہوجائیں۔ گشتی کی نقل ضمیمہ (ر) میں درج ہے۔ اس کے علاوہ حسب ضرورت ضروری نوٹ علٰحدہ بھی لئے جاتے رہے دوران تحقیقات میں مددگار تحقیقات نے ۱۵ ریلوے اسٹیشنوں اور ۱۴۸ مواضعات کا معائنہ کیا اور ان تمام پرندوں کے متعلق حالات اور اعداد فراہم کئے جو (۵۴۶۱) اشخاص کے پاس پلے ہوئے تھے۔

مسٹر بی۔ اے کالنس معتمد صدر ناظم سرکار عالی سر رشتہ جات صنعت و حرفت نے مقامی اخبارات میں ایک اعلان شایع کیا کہ اس فن سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب براہ کرم ہمارا سوال بند منگا کر اپنے معلومات سے ہمیں آگاہ کریں۔ اس اعلان کا نتیجہ بالکل برائے نام نکلا۔ صرف چھ صاحبان نے جواب دیا۔ اور ان جوابات میں بھی زیادہ تر بالکل یکساں باتیں درج تھیں۔ ان طریقوں سے تحقیقات انجام کو پہنچی۔ اور جو کچھ معلومات حاصل ہو سکے وہ اس رپورٹ کی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

(چہارم) فن مرغبانی کی موجودہ حالت

ملک میں تجارت دیسی ہی مرغ کی ہے۔ اس باب میں دیسی ہی مرغ کے متعلق معلومات ہیں اور اس کی پرورش و تجارت کی جو موجودہ حالت ہے اُس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تمام ریاست سرکار عالی میں صرف چند ہی ارباب شوق ایسے ہیں جن کے پاس عمدہ اور خالص نسل کے پرند ہیں۔ ان کا تذکرہ آئندہ کسی باب میں کیا جائیگا۔ اس باب میں اُسی ترتیب سے بحث کیجائیگی جو ترتیب

سوال بذیل سوالات کی ہے۔

(الف) مرغیوں کی پرورش کرنے والے

(۱) "کس طبقے کے لوگ مرغبانی کے پیشے کو اختیار کئے ہوئے ہیں؟"

صرف غریب دیہاتی اور کم مایہ لوگ شہروں کے مضافات میں مرغیاں پالتے ہیں اور ان کو فروخت کرتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر دیہاتی ہی ہیں۔ جو دیہاتوں ہی میں رہتے ہیں۔ کوئی خاص مزرعہ (فارم) مرغیوں کی پرورش کا کہیں قائم نہیں ہے۔ ان میں سے بہ لحاظ مذہبیت اسّی فیصدی ہندو اور بیس فیصدی غیر ہنود ہیں غیر ہنود میں سوا چند عیسائیوں کے سب مسلمان ہی ہیں اہل ہنود میں تقریباً پچاس فی صدی اونچی ذات کے چھوت لوگ ہیں اور بقیہ پچاس فیصدی اچھوت ہیں۔ جیسا کہ ضمیمہ (ب) سے واضح ہوتا ہے۔ ان کے معنی یہ ہوے کہ برخلاف شمالی ہند کے جہاں صرف غیر ہنود یا اچھوت ہندو ہی مرغیاں پالتے ہیں ریاست حیدرآباد خوش نصیبی سے اس نقص سے پاک ہے۔" اس لئے ہمارے سامنے ترقی کرنے کے لئے ایک لا محدود میدان ہے کہ جس میں اس فن مرغبانی کو فروغ و وسعت دیں۔"

(۲) "مرغبانی کا پیشہ کس حد تک اصل پیشہ ہے اور کس حد تک دوسرے پیشوں کے ساتھ ساتھ فروعات میں شامل ہے۔"

مرغیوں کی پرورش کسی شخص کا اصل پیشہ نہیں ہے اور نہ کسی کی آمدنی کا اصل ذریعہ ہے۔ بلکہ اس پیشہ کو ایک فروعی یا ذیلی پیشہ کی طرح اختیار کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اگر ایک گدا گر بھی مرغیاں پالتا ہے تو اپنا ذریعہ آمدنی مرغیوں ہی کو نہیں سمجھتا بلکہ اصل میں بھیک پر زندگی کا دارومدار سمجھتا ہے اور مرغبانی کو فرع میں شمار کرتا ہے۔ کچھ لوگ برآمد کرنے کا کاروبار کرتے ہیں۔ اور مرکز کا بعض آدمی ایسے ہیں جو ان دلالوں کے لئے مال فراہم کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے پاس بھی کچھ مرغیاں پلی ہیں لیکن محض مرغبانی ہی ان کا پیشہ نہیں ہے بلکہ ان کا اصل کام یا پیشہ یہ ہے کہ وہ گاؤں گاؤں گھومتے پھرتے رہتے ہیں

جہاں سے ہو سکے انڈے اور مرغیاں جمع کرتے جاتے ہیں۔ اور پھر ڈالا ول
اور بیو پاریوں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اور اپنی دستوری (کمیشن) اُن سے
حاصل کر لیتے ہیں۔ مرغبانوں میں تقریباً ستر فی صدی اہل زراعت ہیں جن کا اصل
پیشہ کھیتی باڑی کا کام ہے بقیہ تیس فیصدی مرغبانوں میں مختلف پیشہ ور لوگ
شامل ہیں مثلاً جلا ہے۔ دھوبی۔ سیندھی اور تاڑی فروش بڑھئی۔ کمہار۔ قصاب
سنگتراش۔ لوہار۔ گداگر وغیرہ وغیرہ۔ (ملاحظہ ہو ضمیمہ ب) مرغبانی کو نہ تو کوئی
شخص اصل پیشہ کی طرح اختیار کرتا ہے۔ اور نہ یہی ہے کہ ذیلی پیشہ کے طور پر
کسی مخصوص پیشہ کے لوگوں نے اسے اختیار کر رکھا ہو لوگ تمام وقت اور
اپنی تمام توجہ کو اپنے اصل پیشہ کی نذر کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ
تھوڑے سے مرغیاں بھی پال لیتے ہیں۔ مرغیوں کی طرف اگر کچھ توجہ
کیجاتی ہے تو بس یہی کہ صبح کو انہیں کھولدیا جاتا ہے۔ اور جو کچھ انڈے
مل گئے وہ لے لئے اور شام ہوئی تو پھر انہیں بند کر دیا۔ بہت تھوڑی تھوڑی
مرغیاں پالی جاتی ہیں۔ کوئی شخص بھی زیادہ تعداد میں مرغیاں نہیں پالتا۔ جن
مواضعات میں تحقیقات کی گئی ہے وہاں معلوم ہوا کہ فی کس اوسطاً چودہ پرند
پالے جاتے ہیں (ملاحظہ ہو ضمیمہ (الف) صرف اتنے ہی مرغیاں یہ لوگ رکھتے ہیں
جتنی وہ بلا کسی انتظام کے رکھ سکتے ہیں۔ مرغبانی کو اصل پیشہ سمجھکر کیوں نہیں
اختیار کیا جاتا اور زیادہ تعداد میں پرندکیوں نہیں پالے جاتے ہیں اس کا جواب
اُن لوگوں نے یہ دیا کہ یہ پیشہ قابل اعتماد نہیں ہے۔ وہ لوگ اس پیشہ پر اتنا
بھروسہ کر بھی نہیں سکتے ہیں کہ سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ آمدنی رکھیں ہی
نہیں۔ اس لئے کہ اکثر وبائی امراض کا حملہ ہو جاتا ہے اور بہ یک دفعہ تمام پرند
تلف ہو جاتے ہیں۔ اور اُن بیچاروں کو مرض کے دفعیہ کے تدابیر بھی نہیں معلوم
ہیں اس کے معنی یہ ہوئے کہ "فن مرغبانی کو انسان کا اصلی پیشہ بنا دیتے ہیں
کامیابی کا امکان بہت کم ہے۔ آدمیوں کو اپنے اصلی اور نفع بخش پیشوں ہی کی طرف
ہمہ تن مشغول رہنا چاہئے۔ اور ان کی طرف سے ان کے خیالات کو منتشر نہیں
کرنا چاہئے۔ لیکن اس ذیلی یا فروعی پیشہ کو کامیاب بنانے میں انکی مدد کرنا چاہئے

تاکہ اپنے پرندوں سے انہیں اور زیادہ نفع اور عمدہ پیداوار حاصل ہونے لگے اصل پیشہ کی حیثیت سے فن مرغبانی کو وہ لوگ اختیار کر سکتے ہیں جنھیں اپنے موجودہ پیشوں میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوتی ہو یا جن کا کوئی خاص فائدہ مند پیشہ ہو ہی نہیں جیسے کہ گداگروں کا۔

گداگری تو اس ملک میں نہایت ہی تکلیف دہ چیز ہے۔ اگر گداگیروں کو کوئی شخص کسی مفید کام میں لگا دے جس سے وہ اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے کما لیا کریں تو حقیقتاً ملک اور سوسائٹی کی بہت بڑی خدمت انجام دیگا۔ اس تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اکثر مواضعات میں دوسرے لوگوں کی طرح گداگر بھی مرغیاں وغیرہ پالتے ہیں اور اسے اپنے فرعی پیشہ کی طرح اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ انہیں راغب کرکے پرندوں کی تعداد میں اضافہ کرنے پر آمادہ کر لیا جائے۔ تاکہ وہ اپنے اس فرعی پیشہ ہی کو اصل پیشہ بنالیں اور باعزت زندگی بسر کرنے لگیں۔ یہ بیشک اُن کو مزید پرند اور پرند پالنے کے لئے مختلف ضروریات اور دیگر سامان مفت دینا پڑیگا۔ نگرانی کرنا پڑیگی اور مرغیوں کی پرورش کے متعلق ان کو مشورہ دینا پڑیگا۔ لیکن ایک گداگر کے پاس اتنا سامان مہیا کر دیا جائے کہ وہ ہر وقت اسی کی دیکھ بھال میں ہمہ تن مشغول رہے اور اپنے اس مشغلہ میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ اس کا موقع ہی نہ ملے کہ کسی وقت بھیک مانگنے کے لئے باہر نکل سکے۔ اس تجویز کو ایک مرتبہ آزما کے ضرور دیکھنا چاہیئے۔

(۳) "مرغبانوں کو فن مرغبانی کی صورت حال کے متعلق کیا کیا شکایات ہیں؟"

عام طور پر تو انہیں گویا کوئی شکایت نہیں ہے۔ موجودہ حالت کو وہ قابل اطمینان سمجھتے ہیں انہیں اس کا شوق یا اس کی پروا بالکل نہیں ہے کہ اس پیشہ میں کوئی خاص ترقی یا زیادتی کیجائے اور اس میں انہیں اس کا یقین بھی نہیں ہے کہ اس میں کسی قسم کی کوئی ترقی ممکن بھی ہے اپنے عقیدے کے مطابق انھوں نے خود کو تقدیر کے رحم و کرم پر مطلق چھوڑ دیا ہے۔ یہی حال تمام ہندوستان میں عام طور پر دیہاتی زندگی کا ہے۔ مرغبانی بھی اس میں

شامل ہے۔ لیکن ان میں سے جو لوگ جو کچھ سمجھدار ہیں انہیں اپنی مشکلات کا احساس ہے۔ وبائی امراض کے وہ لوگ بہت شاکی ہیں جس کی وجہ سے اکثر اُن کے تمام پرند بہ یک وقت ضایع ہوجاتے ہیں وہ لوگ اپنے اپنے گاؤں کی چہار دیواری کے اندر بالکل محدود ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں مطلق علم نہیں کہ دنیا میں کیا ہورہا ہے۔ اس لاعلمی کیوجہ سے جو اور مشکلات ہیں ان کا احساس انہیں ہوتا ہی نہیں ہے۔ "موجودہ پرند کی نسل اور اس کی پیداوار کو بڑھانے اور ترقی دینے کے ذرائع بالکل مفقود ہیں۔ انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ زائد انڈوں کو کہاں اور کس طرح فروخت کیا جاسکتا ہے۔ انڈوں کو لوگ باہر بھیجتے ہوئے بھی جھجکتے ہیں کیونکہ انہیں نہیں معلوم کہ کسطرح انڈوں کو اس حفاظت سے رکھا جاسکتا ہے کہ راستے میں ٹوٹ نہ سکیں اسکے علاوہ مرغبانی کے پیداوار کے نکاس کے لئے کوئی تنظیم نہیں ہے اور مواضعات کے باہر کے نرخ کا علم گاؤں والوں کو نہیں ہے۔ اس لئے انہیں اپنے مال کی مناسب قیمتیں بھی ہمیشہ نہیں ملتیں۔

(ب) مرغ کی نسلیں

۱۔ علاوہ معمولی دیسی پرندوں کے کیا کسی خاص نسل کے پرند بھی پالے جاتے ہیں۔ اگر پالے جاتے ہیں تو کس نسل کے۔ اگر اس نسل کا کوئی خاص نام ہے ہی نہیں یا معلوم نہیں ہے تو پرندوں کے خصوصیات اور عادات وغیرہ بیان کئے جائیں۔

عام طور پر جو کارآمد نسلوں کے پرند پالے جاتے ہیں وہ بھی دیسی دوغلی نسل کے ہوتے ہیں جو بالعموم تمام ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ انکے حسب نسب کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ ان پرندوں میں نہ کوئی خاص صفات ہوتے ہیں نہ خصوصیات۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدتوں سے نسل مخلوط ہوتی چلی آرہی ہے۔ اس لئے موجودہ پرند کسی حال اور کسی طریقے سے خالص نسل والا نہیں کہا جاسکتا۔ عموماً جہاں کہیں مرغیاں نظر آتی ہیں انہیں مختلف رنگ اور

مختلف قد و قامت کے پرند ہوتے ہیں جیسا کہ تصویر (۱) سے ظاہر ہو گا۔ مشہور خالص نسلوں میں جو خصوصیات پائے جاتے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو دیسی مرغیوں کے کسی ایک جھنڈ میں بھی عام طور سے موجود ہو قابل استعمال صفات میں سے بھی ان میں کوئی صفت مستقل طور سے نہیں پائی جاتی ہے۔ ایک ہی جھنڈ میں بعض پرند ایسے ملتے ہیں کہ انمیں گوشت بہت ہوتا ہے اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں گوشت کی مقدار بہت ہی کم ہوتی ہے۔ بعضوں کا گوشت نرم اور عمدہ ہوتا ہے۔ اور بعضوں میں سختی اور چمڑا پن ہوتا ہے۔ جو استعمال کے لئے یقینی اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ یہی حال انڈوں کا بھی ہے۔ ایک ہی جھنڈ میں مختلف قسم کی مرغیاں ہوتی ہیں جن کے انڈے دینے کی تعداد بھی بالکل مختلف ہوتی ہے بعض ایسی ہوتی ہیں جو کثرت سے انڈے دیتی ہیں اور بعض بہت ہی کم اور بعض ایسی بھی ملتی ہیں جو نہ بہت زیادہ انڈے دیتی ہیں اور نہ بہت کم اسی طرح انڈوں کے حجم میں بھی فرق ہوتا ہے۔ ایک ہی جھنڈ کی مرغیوں کے انڈے حجم کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ زیادہ تر تو اوسط درجہ کے قد کے انڈے دینے والی ہوتی ہیں۔ لیکن بعض بعض مرغیوں کے انڈے تو اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں جیسے کبوتر کے۔ مگر دو چار ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے انڈے خوب بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض مرغیاں انڈوں کو بہت ہی اچھی طرح سیتی ہیں اور بعض مرغیاں انڈے سینے کی طرف سے بہت لاپرواہ ہوتی ہیں۔ چند ایسی بھی پائی جاتی ہیں۔ جو مطلق کڑک ہی نہیں ہوتیں۔ گویا کہ وہ تمام صفات و خصوصیات جو مختلف قسم کے خالص نسل والے پرندوں میں ہوتے ہیں دیسی پرندوں میں بھی دیکھنے میں آجاتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے سب کو ملا جلا کے تمام ملک میں بکھرا دیا ہو" ملک بھر کے کسی جھنڈ میں ایک پرند بھی خالص نسل کا نہیں ہے۔ اور نہ اس کی توقع کیجا سکتی ہے کہ جو صفات و خصوصیات اس میں موجود ہیں وہ اس کی آئندہ نسل یا اولاد میں پیدا ہو سکیں گے۔ صرف ایک خصوصیت البتہ دیسی پرند میں ہے اور وہ یہ ہے کہ

تصویر نمبر (۱)

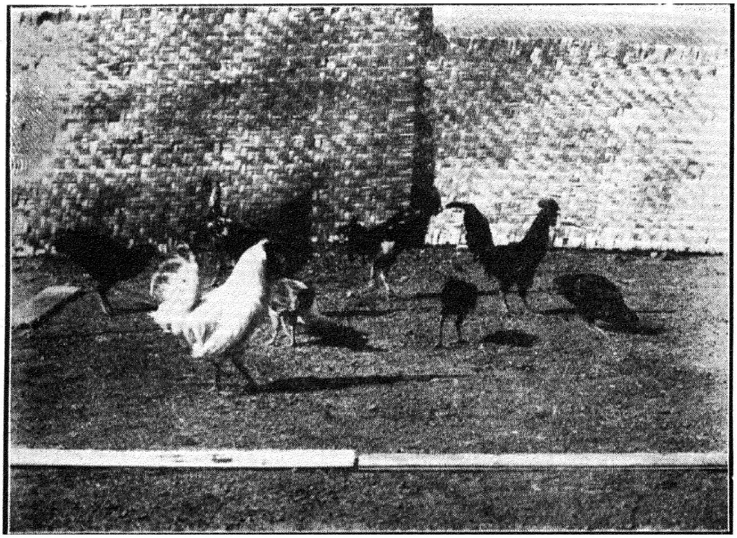

دیسی پرندوں کا جھنڈ

دیسی پرند بہت مضبوط اور جفاکش ہوتا ہے۔ یہ صفت بھی بڑی بڑی مصیبتیں اُٹھانے کے بعد دیسی پرند کو حاصل ہوی ہے اور حقیقتاً نہایت قابل قدر صفت ہے۔ دیسی پرند کو جس حالت میں بھی رکھا جائے زندہ رہتا ہے۔ اور ناموافق صورت حال کا بہت کچھ مقابلہ کرلیتا ہے۔ مدتیں گذر گئیں ہیں کہ مرغبان لوگ دیسی پرندوں کو بہت ہی لاپروائی سے اور کس مپرسی کی حالت میں رکھتے آئے ہیں۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غریب دیسی مرغیاں اُن کے اس ظالمانہ برتاؤ کی خوگر ہوگئی ہیں اور اپنی موجودہ قابل رحم حالت پر ہر طرح صابر و شاکر ہیں۔ اور انھوں نے اپنے آپ کو اسی طرح تقدیر کے حوالے کر دیا ہے جیسے کہ ان کے مالکوں نے اپنے کو اپنے تقدیر کے حوالہ کر رکھا ہے۔ دیسی مرغیاں اپنی تمام عمر مختلف قسم کی سختیاں جھیلا کرتی ہیں لیکن باوجود بے اعتنائیوں کے اپنے ظالم مالک کی اطاعت سے کبھی منہ نہیں موڑتیں۔ زیادہ سے زیادہ انڈے جو اُن سے ہو سکتے ہیں برابر دیتی رہتی ہیں اور اپنے بچوں اور خود اپنی جانوں کو مالک کے چہروں پر قربان کر دیتی ہیں۔ مرغبانوں کو بلا کسی اخراجات اور بغیر کسی زحمت اور دردسری کے مرغبانی سے جو کچھ نفع حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ اسی کو صبر کے ساتھ قبول کر لیتے ہیں اور اسی پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ انہیں اس کا خیال بھی نہیں آتا کس طرح اس میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ اور معمولی مرغبان تو جانتے بھی نہیں کہ دنیا میں کوئی قسم پرندوں کی ایسی بھی ہے جن سے کچھ زیادہ نفع کمایا جاسکتا ہے۔ مرغبانوں کو اس بات کا مطلق علم نہیں ہے کہ دنیا میں کسی ایسی نسل کی مرغیاں بھی موجود ہیں جن پر اس بات کا بھروسہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمیشہ بڑے بڑے انڈے زیادہ تعداد میں اور لذیذ نرم گوشت دیا کریں اور بچے بھی ایسے دیں جن میں سب تیں یہی صفات موجود ہوں۔

اس طریق عمل کو بہت کچھ ترقی دیجا سکتی ہے۔ موجودہ دوغلی نسل کے پرندوں کو خالص نسل میں بدلا جاسکتا ہے۔ لیکن دیہات کے رہنے والے مرغبان کو جو پرند بھی دیا جائے وہ جفاکش اور مضبوط ہونا چاہئے۔ فرض کیجئے

کہ دیہاتیوں کی سمجھ میں آ بھی جائے کہ مرغیوں پر کچھ توجہ کرنا چاہیئے اور وہ انکی خبرگیری کی طرف راغب بھی ہوں نگران کے لیئے ناممکن ہے کہ مرغیوں پر اتنا وقت اور اتنا روپیہ صرف کر سکیں جتنا مرغبانی کے شوقین کرتے ہیں۔ خالص نسل والے بیرونی پرند ذرا نازک اور کمزور ہوتے ہیں متعدد آدمیوں کو تجربہ ہو چکا ہے کہ بیرونی پرند اس ملک کی آب و ہوا کو بہ آسانی نہیں برداشت کر سکتے تاوقتیکہ ان کے لئے خاص طور پر مناسب فضا نہ پیدا کر دیجائے اور یہ کام ہر معمولی مرغبان سے ممکن ہی نہیں ہے۔ جس طرح دیسی پرند پالے جاتے ہیں۔ اگر اسی طرح بیرونی پرندوں کو رکھا جائے اُن کی خصوصیات اور اُن کے صفات مٹنے لگتے ہیں اور یکے بعد دیگرے سب پرند مر جاتے ہیں اس کے علاوہ خالص نسل کی بیرونی پرند معمولی حیثیت کے مرغبان کے لئے بہت بیقیمتی اور گراں ہوتا ہے۔ جس کا خریدنا اس کے لئے ناممکن ہے۔

اس لئے دیسی مرغیوں کے بجائے خالص نسل کے بیرونی پرندوں کو رائج کرنے کے خیال کو بالکل خارج از بحث سمجھنا چاہیئے۔ یہ صورت ممکن ہے کہ دوغلی دیسی اور خالص بدیسی کے میل سے نئی قسم حاصل کریجائے۔ اسطرح جو نسل پیدا ہوگی اس میں۔ اپنے ماں اور باپ دونوں کے صفات مجتمع ہونگے رفتہ رفتہ یہ نسل ترقی پا سکتی ہے جس میں باپ کی تمام کارآمد خصوصیتوں کے ساتھ ساتھ ماں والی مضبوطی اور جفاکشی بھی موجود ہوگی۔ ایک ایسا مزرعہ قائم کرنا چاہیئے جہاں متعدد عمدہ قسم کے خالص نسل والے بیرونی پرند پالے جائیں اور کچھ عرصہ تک ان پر اس عمل کا تجربہ کیا جائے۔ جو سب میں بہتر اور کارآمد ثابت ہو اُس کی نسل کو بڑھایا جائے اس کے بعد اس نئی نسل کے مرغ تمام مرغبانوں کو دے جائیں اس وقت خود اُن کے مرغوں کو اُن سے لیکے یا تو کھانے کے لئے فروخت کر دیا جائے یا انہیں آختہ کر دیا جائے۔ یہ ایک قابل عمل طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس طریقہ سے دیسی پرند کو رفتہ رفتہ ترقی دیجا سکے۔ اب یہ سوال رہجاتا ہے کہ اس کام کے لئے کونسی خالص نسل منتخب کیجائے اس کام کے لئے حیدرآباد کا جنگجو پرند اصیل موجود ہے۔

(ملاحظہ ہو تصویر ۲) اصیل واقعی بہت ہی مضبوط اور طاقت ور پرند ہے۔ اس سے اولاد میں طاقت پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس سے مرغیوں کے قد و قامت میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے لیکن اس نسل کی مرغیاں انڈے بہت کم دیتی ہیں۔ اس کی اولاد میں دوسرے خصوصیات کے ساتھ ساتھ کم انڈے دینے کی صفت بھی پیدا ہوگی۔ اس کے معنی یہ ہوے کہ مرغبانی سے جو پیداوار ہوتی ہے اس میں کمی آجائیگی اور ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ پیداوار میں کمی ہو بلکہ ہم تو اس میں اضافہ چاہتے ہیں ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ ایسی مرغیاں مل جائیں۔ جن میں ایک طرف تو گوشت کی مقدار زیادہ ہو دوسری طرف وہ انڈے بھی زیادہ دے سکیں۔ اور انڈے بھی ایسے ہوں ان سے زیادہ سے زیادہ بچے نکل آئیں لگ ہارن (تصویر ۳) مرغیوں کی ایسی قسم ہے جو انڈے بہت دیتی ہے۔ اس نسل کی مرغی سے کام نکل سکتا ہے۔ لیکن اس میں دوسری خامیاں ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ لگ ہارن انڈے بہت دیتی ہے مگر اس کا گوشت اچھا نہیں ہوتا دوسرے لگ ہارن مرغی کبھی کڑک نہیں ہوتی اور انڈے نہیں سیتی۔ اولاد میں کڑک نہ ہونے کی صفت بھی پیدا ہو جانے کا احتمال ہے اور پھر دیہاتوں میں ایسی ہی مرغیاں ہو جائینگی جو کڑک نہ ہونگی اس وقت انڈوں سے بچے کون نکالیگا۔ بچے نکالنے کی مشین (انکیوبیٹر) کی ضرورت ہوگی اور انکیوبیٹر مواضعات میں رائج نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی کئی وجہیں ہیں ایک تو قیمتی ہوتا ہے دوسرے اس سے کام لینا مشکل ہے۔ دیہاتوں میں مرغبانی اصل پیشہ تو ہوتا نہیں بلکہ فروعی کام ہے۔ اپنے اصلی مشغلہ کے ہوتے ہوے مرغیاں رکھنے والے لوگ اپنا تمام وقت مرغیوں پر صرف نہیں کر سکتے۔ اور انکیوبیٹر ایسی چیز ہے جس کے لئے اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ پیہم نگرانی کیجائے اور نہایت پابندی سے اس پر نظر رکھی جائے اگر اس کا انتظام ہو بھی جائے تب بھی انکیوبیٹر ایسی نازک مشین ہے کہ اسکی باریکیوں کو سنبھال لیجانا دیہات کے لوگوں میں ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے اس لئے کسی اور قسم کے پرند کو منتخب کرنا چاہیئے اور ایسی مرغی تلاش کرنا چاہئیے۔

جو علاوہ تمام کار آمد خوبیاں رکھنے کے کڑک بھی ہوتی ہو اور انڈے بھی سیتی ہو یعنی ہم کو ایسا پرند چاہیئے جو ہر کام کے لئے مفید ہو۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ریاست حیدرآباد میں مرغبانی کی تجارت کا انحصار اصل میں چوزوں پر ہے انڈوں پر نہیں ہے انڈوں کی تجارت کو فروغ دینا چاہیئے۔ لیکن فروغ دینے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ پرندوں کی تجارت کو تباہ و برباد کر کے انڈوں کی تجارت کو اختیار کر لیا جائے۔ کیونکہ عموماً مرغیاں پالنے والے اصل میں پرندوں ہی کی تجارت کے عادی ہیں۔ اس لئے ہم کو ایسی نسل تلاش کرنا ہے جو مجموعی طور پر کار آمد ہو (ملاحظہ ہو تصویر ۴) اس نئے نسل لے کر دیسی پرند کو ترقی دینا چاہیئے اور وہ اس طرح ممکن ہے کہ اس نسل کے مرغ دیہاتوں اور مواضعات میں پھیلائے جائیں۔ اسی کے ساتھ خود دیسی مرغی کو ترقی دینے کی کوشش بھی کرنا چاہیئے۔ نسل کشی کے اصول کے اعتبار سے اگر اولاد میں انتخاب کیا جاتا رہے تو کامیابی ممکن ہے۔ عجب نہیں کہ اس تجربہ سے کوئی ایسی نسل دستیاب ہو جائے جس میں علاوہ مضبوط جفاکش ہونے کے ترقی یافتہ کار آمد نسلوں کے صفات بھی موجود ہوں۔ اگر اس قسم کی کوشش کا واقعی کوئی نتیجہ نکل آیا تو حقیقت میں بہت بڑی کامیابی اور کارگزاری ہوگی مرغبانی کا پیشہ اختیار کئے ہوئے اس وقت نسل کشی کے لئے جو بیرونی نسلوں کی محتاجی ہے وہ اس نئی نسل سے دور ہو جائیگی اور پھر اہل ملک بیرونی مال سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

۲۔ "کیا خالص نسل کے بیرونی پرندوں کی کچھ مانگ ہے۔ اور اگر ایسی نسل کے مرغ فراہم کئے جائیں تو لوگ انہیں لے لینگے"

مرغبانی کی موجودہ حالت تو یہ ہے۔ مرغبانوں کو علم ہی نہیں ہے کہ دنیا میں کسی عمدہ نسل کا پرند دستیاب ہو بھی سکتا ہے۔ سب سے پیشتر تو دیہاتیوں کو یہ سکھانے کی ضرورت ہوگی کہ ایک ایسی نسل کا پرند موجود ہے اور دستیاب ہو سکتا ہے جس سے بہ نسبت دیسی دوغلے پرندوں کے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ان باتوں کے معلوم ہو جانے کے بعد اس نسل کی

مانگ پیدا ہوگی۔ گویا لوگوں میں اُس کی طلب یا اُس کی مانگ بھی ہمیں کو پیدا کرنا پڑیگی۔ بعض سمجھدار لوگوں کو معلوم ہے کہ عمدہ قسم یا خالص نسل کے پرند موجود ہیں لیکن وہ لوگ انہیں پالتے ہوئے ڈرتے ہیں اس لئے کہ اوّل تو وہ بہت قیمتی ہوتے ہیں دوسرے اُن کی نزاکت سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جو برتاؤ دیسی پرندوں کے ساتھ برتا جاتا ہے ولایتی نسل والے پرندائسے برداشت نہیں کر سکتے۔

دوران تحقیقات میں بہت سے مرغبانوں نے جب انہیں بتایا گیا انہوں نے کہا کہ ہم عمدہ نسل کے پرند پالنا چاہتے ہیں بشرطیکہ وہ نہ تو زیادہ قیمتی ہو اور نہ اُن کی پرورش کے لئے کوئی خاص توجہ درکار ہو۔ اچھے قسم کے پرندوں کو رائج کرنے کے لئے ابتدا میں کچھ تبلیغی کام کی ضرورت ہے موزوں قسم کے پرند کے حاصل کرنے میں اگر ایک بار خاطر خواہ کامیابی ہو جائے تو اُس کو مواضعات میں رائج کرنے میں زیادہ دشواریاں پیش نہ آئینگی۔

(ج) خورد و نوش و بود و باش

۱۔ جو پرند پالے جاتے ہیں۔ کیا اُن کے رہنے سہنے کا کچھ بندوبست کیا جاتا ہے۔ اگر کیا جاتا ہے تو کیا؟

معمولی مرغبان اپنے پرندوں کے لئے گھر وغیرہ کچھ بناتے نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کو گویا قید خانہ میں رکھتے ہیں۔ اُن کے لئے جو ڈربے بنائے جاتے ہیں اُن سے مقصد یہ نہیں معلوم ہوتا کہ پرندوں کو آرام دہ گھر ملے بلکہ وہ صرف خوف سے بنا دئے جاتے ہیں کہ کہیں کسی پرند کو کوئی چرا نہ لیجائے یا کوئی جانور مار نہ ڈالے۔ اگر اس کا اطمینان ہو جائے کہ پرندوں کو کوئی چرا نہیں سکتا یا کتا۔ بلّی۔ گیدڑ وغیرہ کوئی اٹھا نہ لیجائیگا۔ تو پرند کے مالک کو کامل یکسوئی حاصل رہتی ہے۔ اس کو اس سے کوئی بحث نہیں ہوتی کہ پرندوں کی صحت برقرار رکھنے کے لئے آرام دہ مکان کی ضرورت ہے۔ بعض مرغبان کیچڑ اور مٹی کا ڈربہ بنا دیتے ہیں وہ گویا نہایت اعلیٰ درجہ کا مکان سمجھا جاتا ہے۔

اس عالیشان مکان میں صرف ایک چھوٹا سا دروازہ رکھا جاتا ہے۔ دروازہ بھی نہیں بلکہ ذرا سی کھڑکی ہوتی ہے۔ جس کے اندر سے پرندے کے لئے آمد و رفت کا راستہ ہوتا ہے۔ رات کو اُسے بھی لکڑی کے ایک تختہ سے بند کر دیا جاتا ہے بعض لوگ چھت کے قریب دربوں کی دیواروں میں چند چھوٹے چھوٹے سوراخ بنا دیتے ہیں اور مطمئن ہو جاتے ہیں کہ اُن سے ضرورت بھر کی ہوا پہنچتی رہیگی حالانکہ سوراخ اس قدر تنگ اور اتنے کم ہوتے ہیں کہ انمیں ہوا کا بھی گذر ہونا مشکل ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو تصویر ۵)

مرہٹواڑہ اور کرناٹک کے علاقوں میں پتھر کے دربے بنائے جاتے ہیں پتھر کے پانچ کھپرے لے آتے ہیں۔ تین کھپروں سے تین طرف کی دیواریں بنتی ہیں۔ چوتھے کو اُن کے اوپر رکھدیتے ہیں اور چھت بن جاتی ہے۔ پانچواں علٰحدہ رہتا ہے جسے ضرورت کے وقت سامنے رکھدیا جاتا ہے۔ دیوار کی دیوار ہو جاتی ہے۔ اور دروازہ کا دروازہ اسے رات کو بند کر دیتے ہیں اور دن کو ہٹا دیتے ہیں (ملاحظہ ہو تصویر نمبر ۶)

بعض مرغبان تو مٹی کے گھڑے یا مٹکے ہی کا دربہ بنا دیتے ہیں مٹکے کو زمین پر لٹا دیا جاتا ہے اندر کچھ مٹی یا راکھ بھر دیجاتی ہے تاکہ فرش سطح ہو جائے۔ مٹکے کا منہ دروازہ کا کام دیتا ہے۔ اسے بند کرنے کے لئے مٹی ہی کی رکابی استعمال کیجاتی ہے۔ بند کرتے وقت کوئی پتھر یا کوئی اور وزنی چیز اڑا دیجاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو تصویر نمبر ۷) بعض مرغبان ایسے ہیں جو اس کی بھی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ کسی طرح کا دربہ بنالیں۔ ان کے پاس تھوڑے سے پرند ہوتے ہیں۔ جنھیں وہ ایک ٹوکری کے نیچے رات کو بند کر دیتے ہیں اور صبح کھولدیتے ہیں۔ ٹوکری کا نام ٹاپا ہے اور درخت کی ٹہنیوں سے بنایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو تصویر نمبر ۸) بہر حال متذکرہ بالا قسم کے جتنے بھی دربے بنائے جاتے ہیں وہ کسی حالت میں کال کوٹھری سے کم نہیں ہوتے۔ ان کے اندر کہیں سے ہوا یا روشنی کا گذر نہیں ہوتا ٹاپے کے بارے میں البتہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر طرف سے کھلا ہوتا ہے مگر ٹاپا نہ کوئی

تصویر نمبر (۲)

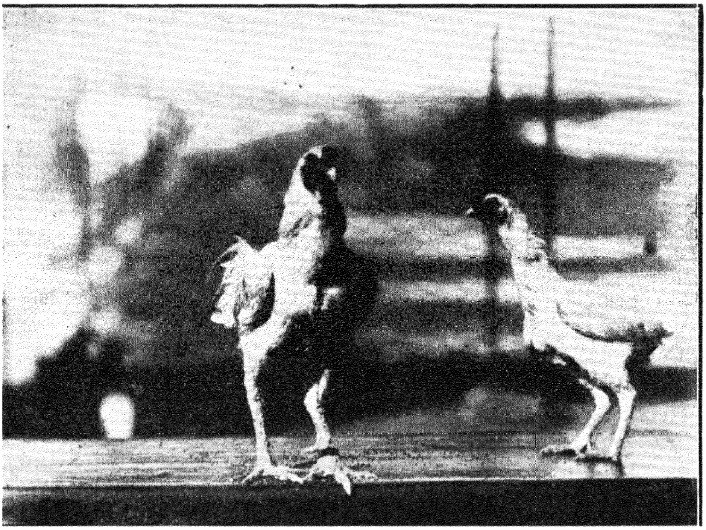

اصیل مرغ کا جوڑا

تصویر نمبر (۳)

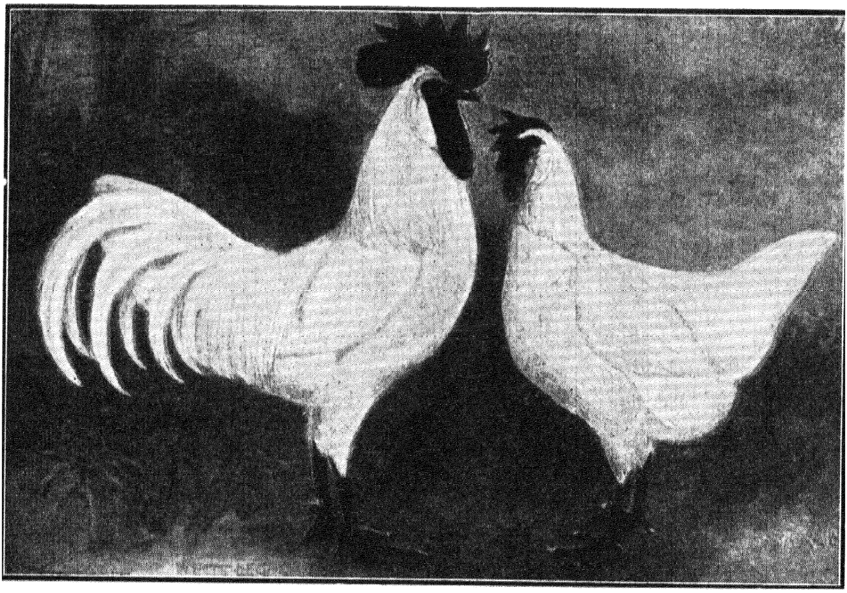

لگ ہارن نسل کا جوڑا

تصویر نمبر (۴)

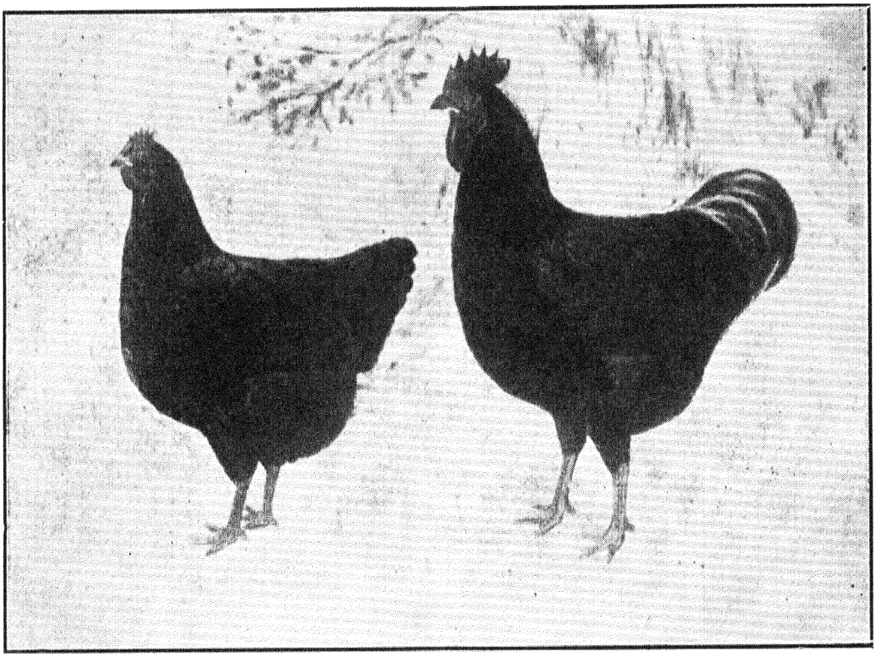

رہوڈ آئلینڈ رڈ نسل کا جوڑا

تصویر نمبر (۵)

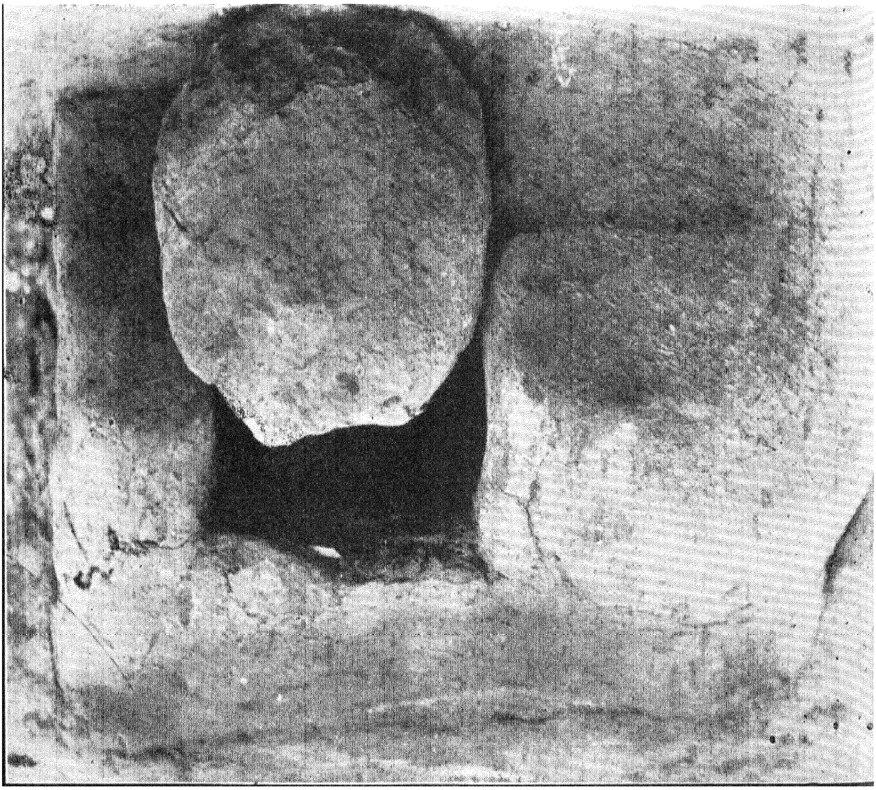

مٹی کا دربہ

مکان ہے نہ دربہ۔ دربے عموماً تاریک اور متعفن رہتے ہیں۔ فضلا جمع ہوتا رہتا ہے وہ ہفتوں اور مہینوں تک صاف نہیں کیا جاتا گویا دربے کی صفائی کا مطلق انتظام نہیں کیا جاتا۔ پرندوں کے بسیرا لینے کے لئے اڈے بنائے ہی نہیں جاتے ہیں۔ انہیں اسی غلیظ فرش پر بیٹھا رہنا پڑتا ہے۔ دربوں میں مستقل طور پر جوؤں اور چیچڑیوں (Lice and ticks) کا عمل دخل رہتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ پرندکو انتہائی مخرب صحت فضا میں رکھا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں اگر تمام پرند بیماریوں کے شکار اور کیڑے مکوڑوں کے نذر ہو جائیں تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ باعث حیرت تو یہ ہے کہ ان تمام مضرت رساں حالتوں کو دیسی نسل کے پرند برداشت کر لیجاتے ہیں اور پھر زندہ رہتے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ اگر ان میں قوت برداشت موجود ہے تو اُن کو مصیبتوں میں مبتلا ہی رکھا جائے کیونکہ یہ نہ تو مرغیوں کے لئے اچھا ہے نہ مرغبانوں کو فائدہ مند۔ اگر پرندوں کو آرام پہنچایا جائے اور صحت بخش فضا میں رکھا جائے تو اسی دیسی پرند سے کہیں زیادہ فائدہ حاصل ہونے کی توقع کیجا سکتی ہے۔ ترقی یافتہ نسل کے پرندوں کو تو نہ اس حالت میں رکھا جا سکتا ہے اور نہ وہ اسے برداشت کر سکتے ہیں۔

اس کی ضرورت ہے کہ مرغبانوں کو سمجھایا اور بتایا جائے کہ مرغیوں کو کس طرح رکھنا چاہئیے اور ان لوگوں کو سستے اور آرام دہ مکانات یا دربے بنانے کے طریقے بتائے جانا چاہئیں۔

۲- عام طور پر پرندوں کو کھانے کے لئے کیا اور کس مقدار میں دیا جاتا ہے (اوّل) بچوں کو کیا ملتا ہے۔ اور دوم جوانوں کو کیا دیا جاتا ہے؟

عام طور پر جو دستور چلا آرہا ہے اس کے اعتبار سے تو اس سوال کا یہ جواب ہے کہ پرندوں کو کسی قسم کی کوئی غذا دی ہی نہیں جاتی۔ نوزائیدہ بچوں کو البتہ کچھ باجرا اور آٹا ڈالدیا جاتا ہے۔ لیکن جہاں بچے چرنے چگنے کے قابل ہوے بس اپنی ماں کے ساتھ دانہ تلاش کرنے کیلئے چھوڑ دئے

جاتے ہیں۔ بڑھ جانے کے بعد تو کسی قسم کا کوئی دانہ انہیں دیا ہی نہیں جاتا۔ شاذ و نادر کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی مرغبان پرندوں کے سامنے کچھ تھوڑی سی جوار ڈالدے۔ لیکن اس سے بھی صرف یہی مقصد ہوتا ہے کہ پرندا اپنے اڈے یا اپنے ٹھکان کو بھولنے نہ پائیں۔ اس کے علاوہ اور کچھ انہیں کھانے کے لئے نہیں ملتا۔ صبح کو انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اپنا دانہ خود تلاش کریں۔ گاؤں بھر میں وہ تمام دن پھرا کرتے ہیں اور زمین پر پڑا ہوا جو کچھ مل جاتا ہے اس سے اپنی بھوک رفع کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں عام طور پر گھوڑے پر یا کھاد کے گڑھوں میں مرغیاں نظر آتی ہیں جو دن بھر مٹی کھود کھود کر چھوٹے چھوٹے کیڑوں اور بیجوں کو نکال نکال کر چگا کرتی ہیں۔ مویشی خانوں میں جاتی ہیں۔ اور ان غیر منہضم دانوں کو چگ لیتی ہیں جو گوبر کے اندر نظر آجاتے ہیں۔ گاؤں کے قریب کے کھیتوں میں کچھ کیڑے مکوڑے اور کچھ گھانس کے بیج مل جاتے ہیں۔ بہت ہی خوش نصیب ہوتا ہے وہ جھنڈ جس کی رسائی اس جگہ تک ہو جاتی ہو جہاں غلہ مانڈا جاتا ہو یا اس کھیت تک پہنچ جائے جہاں کی فصل کاٹی جا چکی ہو۔ اگر ایسی کوئی جگہ یا کھیت بالکل گاؤں سے متصل ہوتا ہے۔ تو غریب مرغیوں کو کچھ دانہ ملجاتا ہے۔ وہ بھی اس لئے مل جاتا ہے کہ اس اناج کا چننا اور اٹھا لے جانا کاشتکار کے لئے ناممکن ہوتا ہے۔ جہاں غذا کے ملنے ہی میں کلام ہو۔ وہاں غذا کی مقدار میں کیا سوال ہے۔ مرغبان تو گویا یہ سمجھتے ہیں کہ مرغیوں کے سامنے دانا یا چارہ ڈالنا محض ضایع کرنا ہے۔ اس کو وہ نہیں سمجھتے کہ مرغیوں کو دانہ دینا فضول خرچی نہیں بلکہ تجارت ہے جس کا نفع پلٹ کر انہیں کو ملے گا۔ "اس لئے غذا کے متعلق چند باتیں مرغبانوں کو بتانے اور سمجھانیکی ضرورت ہے۔ یعنی یہ کہ مرغیوں کو دانہ دینا ضروری ہے اور جو دانہ دیا جائیگا وہ بیکار نہیں جائیگا بلکہ انڈے اور بچوں کی زیادتی اس کی تلافی کر کے مزید نفع پہنچائیگی یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ کونسا سستے سے سستا دانہ مرغیوں کے لئے مفید ہوتا ہے اور انکی عمروں کے اعتبار سے کتنا کتنا دیا جانا چاہئے۔

(۵) پیداوار

۱۔ کیا اس بارے میں کچھ معلوم ہو سکتا ہے کہ دیسی مرغی عموماً کس قدر انڈے دیتی ہے؟

دیہات کے مرغیاں پالنے والے کسی قسم کی کوئی یادداشت مرتب نہیں کرتے جس سے معلوم ہو سکے کہ اُن کی کس مرغی نے کتنے انڈے دئے یا اُنکو اپنی تمام مرغیوں سے اوسطاً کتنے انڈے ملے۔ تحریر تو خیر نہیں ہوتی ہی ہے ان کے دماغوں تک میں کوئی اندازہ نہیں ہوتا۔ اس لیئے کوئی قابل اعتبار بات دریافت نہیں ہو سکتی۔ اور چونکہ کوئی جھنڈ خالص نہیں ہے اس لئے کسی جانور کی پیداوار پر کوئی قابل اعتبار اوسط بھی نہیں قائم کیا جا سکتا۔ ہر مرغی کی حیثیت اور قوت بالکل جدا ہے۔ بعض مرغیاں ایسی ہیں جو تمام سال میں صرف پچاس ہی انڈے دیتی ہیں۔ اور بعض ایسی بھی ہیں جن کے انڈوں کی تعداد سالانہ سو تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ اور کبھی ایسی مرغی بھی مل جاتی ہے جو سال بھر میں دو سو انڈے دے سکے۔ بہرحال اوسط کے لئے فرض کیا جا سکتا ہے کہ اسّی سے سو انڈے تک سالانہ ہے۔ یہ پیداوار بہت ہی کم ہے اس لئے کہ عمدہ نسل کی مرغیاں ایسی موجود ہیں جو اوسطاً دو سو اور دو سو سے بھی زیادہ انڈے دیتی ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے دیہات کے مرغبانوں کی مرغیاں سال میں ڈیڑھ سو سے لے کے دو سو تک انڈے اوسطاً نہ دیں۔ عموماً دیسی مرغیوں کے انڈے دینے کا زمانہ اکتوبر سے لیکر جنوری تک ہوتا ہے یہ ایک اچھی بات ہے۔

اس مسئلہ میں بہت کچھ ترقی کیجا سکتی ہے اگر نسل کشی اچھی طرح کیجائے اور پرندوں کو اصول سے کھلایا پلایا جائے۔ اور انہیں قاعدہ سے رکھا جائے۔ مندرجہ بالا صفحات میں ایک مجموعی طور پر کارآمد نسل کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اگر اس نسل کے مرغ اور دیسی مرغی سے انڈے حاصل کئے جائیں تو یقینی بتدریج نسل میں ترقی ہوتی جائیگی۔ اسی کے ساتھ پرندوں کے خوردونوش

اور ماندو بود کی بھی" اصلاح ہونا ضروری ہے۔"

۲۔ انڈوں کو بٹھانے کی تعداد عموماً کیا ہوتی ہے۔ بچے نکالنے کے لئے آب وہوا اور موسم کے اثرات کا کچھ اندازہ ہے یا نہیں؟

اس کے لئے کوئی قابل اعتبار معلومات نہیں ملتے۔ شہروں اور شہروں کے مضافات میں عام طور پر انڈے فروخت ہی کر ڈالے جاتے ہیں۔ جو انڈے بکنے سے بچ جاتے ہیں صرف وہی بٹھائے جاتے ہیں۔ مواضعات میں البتہ عموماً اتنے انڈے بٹھائے جاتے ہیں جتنے مرغبان کے لئے باعث سہولت ہوتے ہیں یا جتنے موسمی حالات میں مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ اس افراط کی وجہ یہ ہے کہ برآمد انڈوں کی نہیں بلکہ بچوں اور چوزوں کی زیادہ تر ہوتی ہے۔ انڈے قریب قریب تمام سال بٹھائے جاتے ہیں اور خاص کر موسم بارش یا جاڑوں میں۔ بعض مرغبان جو تجارتی برآمد کو مستقل جاری رکھنا چاہتے ہیں گرمیوں کے موسم میں بھی انڈے بٹھال دیتے ہیں۔ لیکن ان سے نتیجہ خاطر خواہ نہیں نکلتا۔ ایک مرغی کے نیچے ایک وقت میں دس بارہ انڈے بٹھائے جاتے ہیں اور عموماً ساٹھ فی صدی بچے نکل آتے ہیں۔ بٹھانے سے پیشتر اس کی فکر مطلق نہیں کیجاتی کہ جانچ کر کے معلوم کر لیا جائے کہ کس انڈے میں سے بچہ نکل سکتا ہے۔ اور کس میں سے نہیں۔ عام طور پر مرغبانوں کو اس جانچ کا طریقہ معلوم بھی نہیں ہے۔ ایسی حالت میں کوئی تعجب نہیں ہے اگر بچے نکلنے کی تعداد کم ہوتی ہے۔ جو بچے عموماً جاڑے کے موسم کے ختم پر نکلتے ہیں اور پوری گرمیاں بخیر و خوبی گذار لئے جاتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کا نشوونما اچھا ہوتا ہے۔

انڈے بٹھانے کا وقت اور تعداد زیادہ تر بازار پر اور بازار کی مانگ پر منحصر ہے۔ اور ہمیشہ ایسی ہی رہے گی لیکن گرمیوں کے موسم یا اوائل بارش میں انڈے بٹھالنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ گرمی کی شدت کی وجہ سے بچہ نکلنے کی تعداد کچھ قابل اطمینان نہیں رہتی دوسرے یہ کہ آب وہوا کے زیادہ مرطوب ہونے کی وجہ سے بچوں کی نشوونما بھی ٹھیک نہیں ہوتی۔

تصویر نمبر (۶)

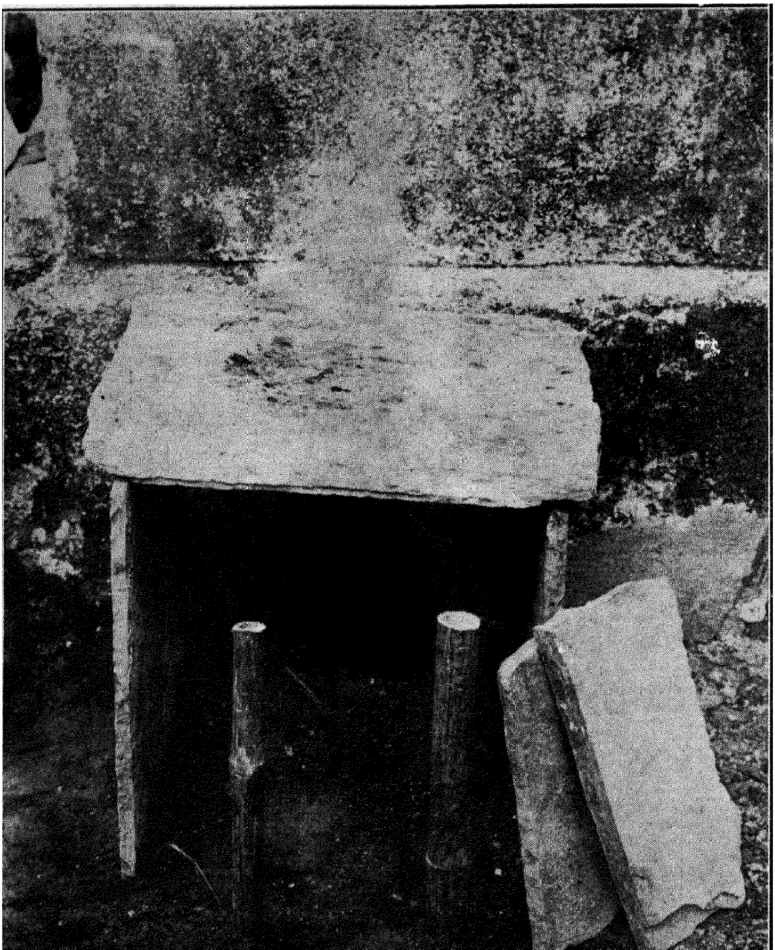

پتھر کا دربہ

تصویر نمبر (۷)

مٹکا جس کا دربہ بنایا جاتا ھے

تصویر نمبر (۸)

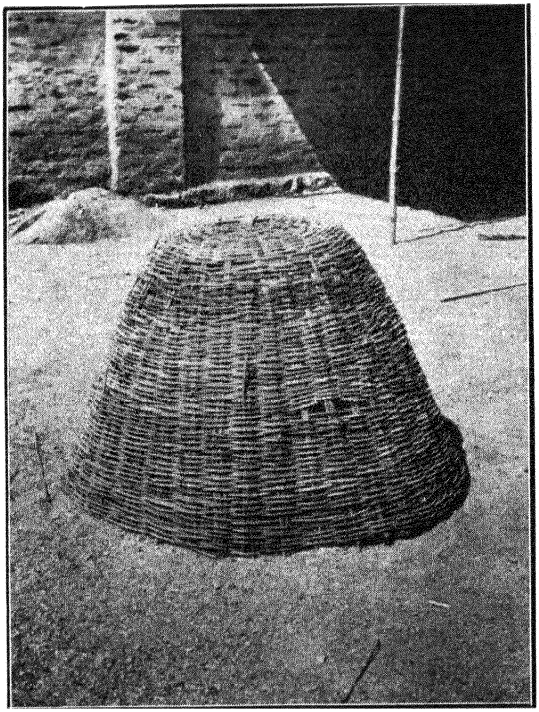

لیکن مرغبانوں کے لئے انڈوں کو پھینک دینا ناممکن ہے۔ مرغبانوں کو یہ بات بتانے کی ضرورت ہے کہ ایسے وقت میں انڈوں کو کس طرح محفوظ کرکے رکھنا چاہیئے تاکہ بازار کی مانگ کے وقت رہ سکیں۔ دوسری چیز جو بتائی جانا چاہیئے یہ ہے کہ انڈوں کو کس طرح جانچا جائے کہ ان میں سے بچے نکلنے کی صلاحیت کا علم ہوسکے تاکہ مرغبان ناقص انڈوں کو بٹھا کر بیکار اپنا وقت اور محنت نہ ضایع کریں۔

۴- عام طور پر کس عمر کے پرند فروخت کیئے جاتے ہیں؟

ہر مرغبان کو ہر وقت خوف لگا رہتا ہے کہ کس گھڑی وبا آتی ہے اور تمام پرند ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے وہ بیچارہ ہر گوں آمادہ رہتا ہے کہ اگر کوئی لینے والا ہو تو اپنے تمام پرند بیچ ڈالے۔ وبا کا ڈر اس قدر غالب رہتا ہے کہ جو بھی قیمت مل جاتی ہے اُسی پر پرندوں کا سودا چکا دیا جاتا ہے۔ عام طور پر تو قریب قریب ہر عمر کی مرغیاں بکا کرتی ہیں مگر ذرا بڑی مرغیوں کے مقابلہ میں چوزوں کی مانگ زیادہ ہے عموماً کم سے کم چار مہینہ کی عمر کے چوزے فروخت ہوتے ہیں۔

یہ اچھی بات نہیں ہے کہ اگر خریدار پیدا ہو جائے تو مرغبان اپنے تمام پرندوں کو علحدہ کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہتے ہیں۔ مرغبانوں کو یہ بات سمجھانے اور بتانے کی ضرورت ہے کہ پرندوں کو وبائی امراض سے محفوظ رکھنے کے کیا تدابیر ہیں۔ تاکہ وہ لوگ ڈر کے مارے اپنا تمام مال نہ علحدہ کردیا کریں۔ دوسرے ایک یہ بات بھی انہیں معلوم کرا دینا چاہیئے کہ فروخت کرتے وقت کچھ ایسی مرغیوں کو چھانٹ کے الگ کرلینا چاہیئے جو توانا و تندرست ہوں اور انڈے زیادہ دیتی ہوں۔ ایسی منتخب مرغیاں نسل کشی کے لئے ہمیشہ محفوظ رکھنا چاہیئے ان کے علاوہ جو اور ہوں انہیں چاہیئے فروخت کردیا جائے۔

(۷) امراض

کون کونسی بیماریاں خاص کر وبائی امراض ایسے ہیں جن سے مرغیاں زیادہ تلف ہو جاتی ہیں؟

قریب قریب تمام قسم کی بیماریاں مثلاً چیچک، ہیضہ، پیچش، روپ، (Roup) سفید اسہال۔ سکتہ و غشی۔ زہرباد (Black Rot) دہن کشادہ (Gapes) معمولی اسہال۔ وبائی خناق۔ جگری امراض۔ زرد بخار (Tick Fever) ٹانگوں کے چھلکے (Scaly legs) کینچوے (Tape worms) وغیرہ وغیرہ ملک بھر میں پائی جایا کرتی ہیں۔ جن میں سے چیچک۔ ہیضہ۔ اور سفید اسہال کا شمار بہت سخت وبائی امراض میں ہے۔ اس کے علاوہ زرد بخار (Tick Fever) سے بھی بکثرت پرند ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ کوئی وبائی بیماری نہیں ہے۔ اسیطرح کینچوے (Tape worms) سے بہت بچے ضائع ہوتے ہیں۔

ایسی بیماریوں کی کثرت ہے جن سے بہت سا نقصان ہو جاتا ہے۔ اُسیطرح وباؤں کی تعداد بھی بہت بڑی ہے۔ جب کبھی کوئی وبا آجاتی ہے تو گاؤں بھر میں ایک تہلکا پڑ جاتا ہے اور تمام مرغیاں آناً فاناً ہلاک ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہونا کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے اس لئے کہ جن حالات کے تحت مرغیاں رکھی ہیں وہ ظاہر ہی ہیں ہمیشہ تو فاقہ مست رہتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انہیں وبائی امراض کا مقابلہ کرنے کی طاقت ہی نہیں ہوتی۔ اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ انتہائی غلاظت اور کثافت میں رکھی جاتی ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر طرح کی بیماریوں کے لئے دروازے کھلے رہتے ہیں۔

(۲) کیا جوؤں (Lice) اور چیچڑیوں (Ticks) جیسے کیڑوں (Parasites) کو کوئی اہمیت حاصل ہے اور اس اہمیت کا احساس ہے؟

جوئیں (Ticks) اور چیچڑیاں (Lice) دونوں واقعی بہت

اہم ہیں۔ چیچڑی (Tick) زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اس سے جانیں بھی ضائع ہوتی ہیں۔ جوؤں (Lice) سے جانیں تو نہیں جاتیں۔ مگر اثرات اس کے بھی بہت خراب ہوتے ہیں۔ پرند عموماً کمزور ہو جاتے ہیں اور بچوں میں جو قوت نمو ہوتی ہے وہ اس سے بہت کم ہو جاتی ہے لیکن عام طور پر مرغیاں ان کیڑوں (Parasites) کو اتنا اہم نہیں سمجھتے جتنے وہ اہم ہیں۔ ان کی وجہ سے جو نقصانات ہو جاتے ہیں وہ کسی دوسری بات کی طرف منسوب کر دئے جاتے ہیں۔

حفظان صحت کے اصولوں کو مطلق نظر انداز کر دینے کے بعد جن حالات میں پرندوں کو رکھا جاتا ہے اُن کو دیکھتے ہوئے یہی نتیجہ ہونا بھی چاہیئے۔

(۳) ان امراض کے علاج کے لئے ملک میں عام طور سے کون کون سی تدبیریں اختیار کیجاتی ہیں اور اُن سے کہاں تک کامیابی ہوتی ہے؟

عام طور پر تو پرندوں کو قضا و قدر کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مرغبان کسی قسم کی کوئی فکر علاج کے لئے نہیں کرتے نہ تو اُن کو علاج معلوم ہے اور نہ وہ معلوم کرنے کی پروا کرتے ہیں۔ اصیل کے شوقینوں میں سے بعض لوگوں کو کچھ معلوم ہوگیا ہے۔ وہ لوگ چیچک کی حالت میں ایک قسم کا مرہم استعمال کرتے ہیں جو میٹھے تیل میں پسی ہوی ہلدی اور نیم کی پتی ڈالکر بنا لیا جاتا ہے۔ ہیضہ کے لئے اجوائن کے عرق میں لہسن مرچ اور ادرک کی گولیاں بنا لیتے ہیں اور وہی کھلاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی دوا بھی قابل اطمینان ثابت نہیں ہوئی ہے۔ جوؤں (Lice) کے لئے بعض لوگ تمباکو کا برادہ اور بچھ (Buch) پرندوں کے جسموں پر ملتے ہیں۔ لیکن اس سے بھی عارضی ہی طور پر کچھ سکون ہو کے رہجاتا ہے۔

بیماریوں کے علاج معالجہ کے معاملہ میں تو مرغبانوں کو مطلق واقفیت نہیں ہے۔ اور اس معاملہ میں وہ بالکل مجبور ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جیتے جی تمام بیماریوں سے بالکلیہ نجات ناممکن ہے۔ اور زندگی ہے تو موت کا آنا بھی یقینی ہے۔ پھر بھی اگر پرندوں کو حفظان صحت کے اصولوں کی پابندی کر کے

پالا اور توانا و تندرست رکھا جائے تو بیماریوں سے بہت کچھ حفاظت ہو سکتی ہے۔ اور ہمیشہ نہ بھی سہی بعض اوقات معقول علاج سے جانور کو اچھا بھی کر لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس بات کو سمجھانے اور بتانے کی ضرورت ہے۔ ولایتی پیٹنٹ شدہ دوائیں شوقین لوگ استعمال کرائیں مگر دیہاتوں میں دیہی پرندوں کے لئے دیسی ہی دوائیں معلوم کرنا چاہیئے اور انہیں مشورہ دینا چاہیئے۔ اسی کے ساتھ دیہاتی مرغبانوں کو یہ بھی سکھا دینا چاہیئے کہ کن کن بیماریوں میں کیا کیا علامتیں ظاہر ہوتی ہیں تاکہ انہیں فوراً ہی مرض کی تشخیص ہو جائے اور دوا کی تجویز معقول ہو سکے۔

(س) پیداوار کی نکاسی

(الف) انڈے۔

(۱) مرغبان لوگ انڈوں کو کیا کرتے ہیں۔ گاؤں ہی میں فروخت کر دیتے ہیں یا باہر بھیجتے ہیں؟

سال بھر میں جس قدر مرغ اور مرغیاں باہر بھیجی جاتی ہیں انکے مقابلے میں انڈوں کی تجارت بہت ہی کم ہے۔ مندرجہ ذیل تختہ سررشتہ ریلوے نے مرتب کر کے دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۲۸ء میں کس قدر انڈے باہر بھیجے گئے۔

انڈوں کی برآمد ممالک محروسہ سرکار عالی سے بمبئی کو ۱۹۲۸ء میں

شمار	ریلوے اسٹیشن روانگی	انڈوں کے ٹوکریوں کی تعداد	انڈوں کی تعداد بحساب ۶۰۰ انڈے فی ٹوکری
۱	دودھنی	۲	۱۲۰۰
۲	گنگاپور	۳	۱۸۰۰
۳	گلبرگہ	۳۱۷	۱۹۰۲۰۰
۴	جالنہ	۳	۱۸۰۰

شمار	ریلوے اسٹیشن روانگی	انڈونکے ٹوکریونکی تعداد	انڈونکی تعداد بحساب ۶۰۰ انڈہ فی ٹوکری
۵	سائی پیٹ	۱۵	۹۰۰۰
۶	یادگیری	۱۶	۹۶۰۰
	میزان	۳۵۶	۲۱۳۶۰۰

گویا ۳۵۶ ٹوکریاں باہر بھیجی گئیں۔ (۶۰۰) انڈا فی ٹوکری سے حساب لگایا جائے تو (۲۱۳۶۰۰) انڈے ہوتے ہیں یعنی جملہ ۱۷۸۰۰ درجن انڈے ہوئے انڈوں کی قیمت اوسطاً نو آنے فی درجن پڑتی ہے۔ اس حساب سے سال بھر میں جتنے انڈے باہر جاتے ہیں اُن کی مجموعی قیمت مبلغ (۱۲ ۱۲۰۰) روپیہ ہوتی ہے اس کا مقابلہ برآمدشدہ پرندوں کی تعداد سے کیا جائے۔ تو معلوم ہو کہ یہ بہت ہی کم ہے۔ پرندوں کی تعداد ۷۶۶۰۰ ہوتی ہے اور اُن کی قیمت مبلغ (۱۲۳۱۰۰) روپیہ ہوتی ہے۔ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ سال بھر میں جتنے بچے انڈوں سے نکلتے ہیں اُن کے مقابلے میں انڈے زیادہ ہی پیدا ہوتے ہیں۔ کچھ انڈے وہیں گاؤں ہی میں اور اضلاع کے مستقر پر بک جاتے ہیں۔ اور پھر بہت بڑی تعداد میں سکندرآباد اور بلدہ حیدرآباد میں لاکر فروخت کئے جاتے ہیں۔ اس پر بھی اُن دورافتادہ مواضعات میں جہاں سے بلدہ حیدرآباد کے بازار کے لئے انڈے نہیں آسکتے بکثرت بچ ہی جاتے ہیں۔ اگرچہ اس کے متعلق کوئی باوثوق بات نہیں کہی جاسکتی لیکن ایسا واقع ضرور ہوتا ہے۔ اگر خوش قسمتی سے کوئی معقول خریدار مل جاتا ہے تو یہ زاید انڈے اس کے ہاتھ نہایت ہی معمولی اور برائے نام قیمت پر فروخت کردئے جاتے ہیں اور اگر نہ بک سکتے تو سب خراب ہو جاتے ہیں۔ اور پھینک دئے جاتے ہیں۔ ایک نفع بخش اور قابل قدر چیز کا انجام نہایت ہی افسوسناک ہے۔

باہر بھیجنے کے لئے سب سے پہلے تو انڈوں کو نہایت حفاظت سے صندوقچوں یا مضبوط ٹوکریوں میں رکھنا پڑتا ہے۔ اور پسنجر یا اکسپریس گاڑی سے پارسل کے نرخ کی نصف محصول کے حساب سے رقم ادا کر کے بھیجنا پڑتا ہے اس وقت نقصان اور شکست وریخت کی ذمہ داری مالک ہی پر رہتی ہے۔ اس کے علاوہ انڈے مال گاڑی سے بھی بھیجے جاتے ہیں۔ اس کا نرخ مختلف ہوتا ہے۔ یعنی اگر نقصان کی ذمہ داری ریلوے کے سر رہے تو ۸۳ ، فی من فی میل کے حساب سے محصول دینا پڑتا ہے اور اگر ذمہ داری خود مالک ہی کے سر ہو تو نرخ ۶۲ ، فی من فی میل رہتا ہے۔ اسی کے ساتھ آٹھ پائی فی من کے حساب سے جائے روانگی اور منزل پر چنگی لیجاتی ہے۔

(۲) جب انڈے باہر بھیجے جاتے ہیں تو ان کو کس طرح رکھ کے روانہ کیا جاتا ہے ؟ اور کیا وہ طریقہ قابل اطمینان ہے یا نہیں ؟ اور حمل ونقل میں فی صدی شکست اور ریخت کا کیا اوسط رہتا ہے ؟

جو انڈے باہر بھیجے جاتے ہیں انہیں چاول کے بھوسے کے اندر رکھ کر ٹوکریوں میں بھیجا جاتا ہے۔ جیسا کہ تصویر نمبر (۹) سے واضح ہوگا۔ شکست و ریخت کا جو اوسط معلوم ہو سکا ہے وہ تخمیناً دس فیصدی ہے۔ اس پر بھی جو زیادہ تعداد میں انڈے باہر نہیں بھیجے جاتے ہیں اس کی وجہ مرغبان یہ بیان کرتے ہیں کہ راستے میں بہت سے انڈے ٹوٹ جاتے ہیں۔

اس نقصان سے بچانے کے لئے مرغبانوں کو انڈوں کو حفاظت سے رکھ کے روانہ کرنے کے طریقے بتانے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ انہیں انڈوں کو جانچنے کا طریقہ بھی سکھا دینا چاہیئے تاکہ روانہ کرنے سے پہلے وہ ان کا امتحان کر لیا کریں ورنہ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک انڈا بھی گندہ ہوتا ہے تو اپنے ساتھ رکھے ہوئے تمام انڈوں کو خراب کر دیتا ہے اور اس طرح انڈوں کی اس تمام پارسل کی قیمت ڈوب جاتی ہے۔

(۳) کیا انڈوں کو محفوظ کر کے رکھ لینے کے طریقوں پر بھی عمل کیا جاتا ہے؟ اگر کیا جاتا ہے تو کون کونسے طریقوں پر ؟

انڈوں کو محفوظ کر کے رکھ لینے کے نہایت ناقص طریقوں پر عمل کیا جاتا ہے جن کے نتیجے کبھی خاطر خواہ نہیں نکلتے۔ بعض لوگ انڈوں کو نیم کی پتیوں میں رکھ دیتے ہیں بعض بھوسے میں رکھتے ہیں۔ اس میں چند روز تک تو انڈے اچھے اور تازہ رہتے ہیں مگر اس کے بعد خراب ہونے لگتے ہیں۔ کچھ لوگ نمک یا پانی کے اندر بھی رکھتے ہیں۔ لیکن نتیجہ قابل اطمینان نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ خود مرغبان بھی اس پر بھروسہ نہیں کرتے۔ اس لئے شاذونادر ہی انڈوں کو محفوظ کر کے رکھنے کی طرف کوئی مائل ہوتا ہے۔ بہرحال جو طریقے اوپر بیان کئے جا چکے ہیں ان میں سے ایک نمک میں رکھنے والا طریقہ کچھ معقول معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مرغبانوں کو اس کا اندازہ صحیح صحیح ہونا چاہیئے کہ نمک کی مقدار کتنی رکھی جائے اور اس کے لئے مرکب تیار کرتے وقت اجزاء کا کیا تناسب رہے۔

اگر مرغبانوں کو یہ سکھا دیا جائے کہ انڈوں کو کس ترکیب سے محفوظ کر دینا چاہیئے تو انہیں انڈوں سے بہت زیادہ آمدنی ہونے لگے۔ اس لئے کہ جس زمانہ میں انڈوں کا بازار ٹھنڈا ہو جاتا ہے اس وقت وہ انڈے محفوظ کر کے رکھ لے سکتے ہیں اور جب قیمت واجبی آنے لگے تب فروخت کریں۔ یہ طریقہ ان لوگوں کے لئے خصوصاً بہت ہی مفید اور نفع بخش ہوگا جو دور دراز مواضعات میں رہتے ہیں جہاں سے رسل ورسائل دشوار ہے۔ وہ لوگ اطمینان سے انڈے جمع کر سکیں گے اور جب سہولت ہوگی تب بھیجا کریں گے

(۴) سال کے تمام موسموں میں انڈوں کی قیمتیں عموماً کیا ہوتی ہیں؟

مندرجہ ذیل تختہ سے واضح ہوگا کہ ملک بھر کے مختلف حصوں میں اوسطاً انڈوں کی قیمتیں کیا ہوا کرتی ہیں۔

مقامات	انڈوں کا نرخ بحساب فی درجن (آنوں میں)	
	موسم گرما	موسم بارش و سرما
ضلع اورنگ آباد	۶	۸

مقامات	انڈوں کا نرخ بحساب فی درجن (آنوں میں)	
	موسم گرما	موسم بارش و سرما
بیدر خاص	۵	۶
گلبرگہ خاص	۵	۶
کریم نگر خاص	۴	۶
ضلع کریم نگر	۳	۵
نلگنڈہ خاص	۴	۶
ضلع نلگنڈہ	۳	۴
رائچور خاص	۵	۶
ضلع رائچور	۲	۴
سنگاریڈی	۴	۶
ورنگل خاص	۴	۶
ضلع ورنگل	۳	۵
اوسط	۵ ۱/۴	۷ ۱/۲
حیدرآباد	۱۰	۱۲

بمبئی میں جس نرخ سے انڈے فروخت ہوا کرتے ہیں وہ کوئی حیدرآباد کے نرخ سے بڑھا ہوا نہیں ہے بلکہ بعض اوقات تو کم ہی ہوتا ہے۔ مثلاً ۲۱ ہر نومبر ۱۹۳۱ء کو بمبئی کی کرافورڈ مارکٹ میں انڈوں کا نرخ سات آٹھ آنہ فی درجن تھا۔ حالی اور کلدارسکہ کا بٹاون نکالنے کے بعد صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے جو انڈے باہر بھیجنے کی تجارت ہے وہ کوئی بہت زیادہ امید افزا نہیں ہے۔ بمبئی میں نرخ کے اس قدر کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں زیادہ تر گجرات سے انڈے آیا کرتے ہیں اور گجرات بمبئی سے بمقابلہ اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی کے قریب تر ہے۔ اس لئے وہاں سے حمل و نقل کے اخراجات بھی نسبتاً کم ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں اضلاع میں گرمیوں کے موسم میں قیمتیں بہت کم

تصویر نمبر ۱

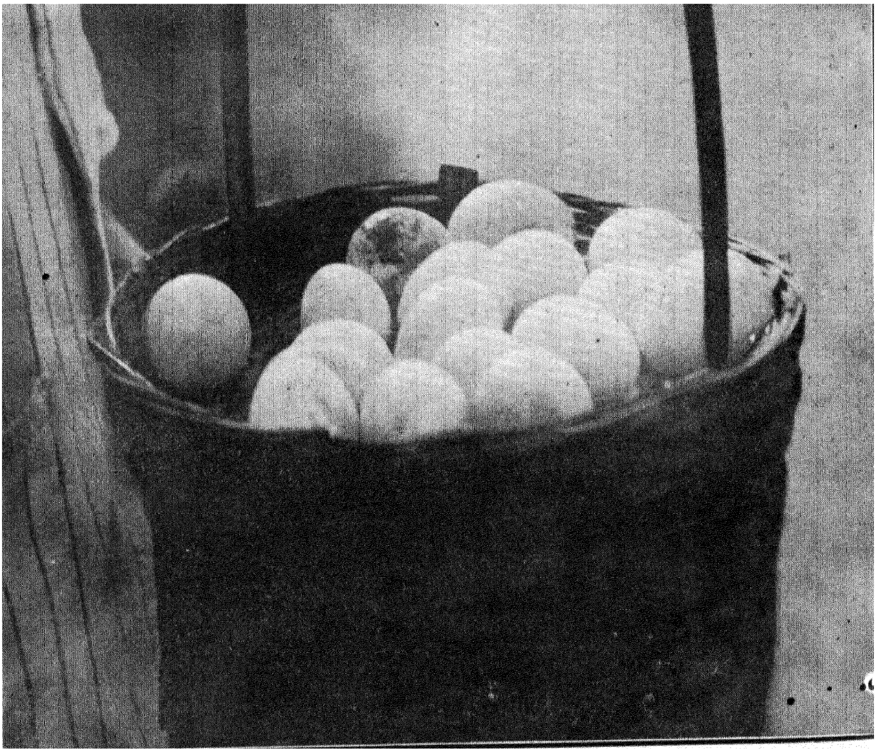

ٹوکری جس میں انڈے پیک کئے جاتے ہیں

ہوجاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ تو موقع پر خریدار ملتے ہیں اور نہ دیہاتی مرغبانوں کو باہر بھیجنے کے طریقوں ہی سے واقفیت ہے اگر مناسب طریقہ کار اختیار کیا جائے تو ان انڈوں کی قیمتیں حیدرآباد ہی میں اچھی آنے لگیں۔ اور اگر گرمیوں کے موسم میں انہیں محفوظ کر کے رکھدیا جایا کرے تو موسم بارش میں اس وقت سے اچھی قیمتوں پر بکا کرینگے۔

(۵) اگر انڈے حجم میں بڑے ہوں تو کیا نسبتاً اُن کی قیمتیں بھی بڑھ جاتی ہیں؟

معدودے چند ہی آدمی ایسے ہیں جو چھوٹے اور بڑے انڈوں میں کفایت شعاری کے اعتبار سے کچھ فرق کرتے ہوں۔ عام طور پر تو بڑے انڈوں کی قیمت مقابلتاً زیادہ نہیں آتی۔ اس معاملہ میں اس کی ضرورت ہے کہ خریداروں اور بیچنے والوں دونوں کو اس کی اہمیت سے واقف کرایا جائے کھانے والوں میں اس کا احساس پیدا کرانا چاہیئے بڑا انڈا کیا بلحاظ حجم و مقدار کے اور کیا بلحاظ صفت و فائدہ کے بہتر ہوتا ہے اسی طرح مرغبانوں کو یہ مشورہ دیا جائے کہ وہ انڈوں کے تازے اور بڑے ہونے کے لحاظ سے قیمتیں مقرر کیا کریں۔

(ب) پرند۔

۱۔ کیا مواضعات میں بھی کچھ پرند بک جاتے ہیں یا سب کے سب باہر ہی بھیجے جاتے ہیں؟

مواضعات میں پرندوں کی مانگ گویا بالکل نہیں ہے۔ ہاں بلدہ حیدرآباد و سکندرآباد میں البتہ بہت سے پرند لاکے فروخت کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بمبئی کو بہت بڑی تعداد میں روانہ کئے جاتے ہیں۔ اور یہ تجارت اب مستقل طور پر جم چکی ہے کیونکہ سالہا سال سے مسلسل ہوتی آئی ہے۔ مندرجہ ذیل تختہ سے ریاست حیدرآباد کی مرغیوں کی دس سالہ برآمد کا حال معلوم ہوگا۔

ریاست آصفیہ کی مرغیوں کی دس سالہ برآمد کا تختہ

سنین	قیمت روپیہ	محصول کروڑگیری روپیہ
۱۳۲۹ ف	۳۴۴۱۶۰	۱۷۲۰۸
۱۳۳۰ ف	۳۶۱۴۶۰	۱۸۰۷۳
۱۳۳۱ ف	۴۰۳۸۶۰	۲۰۱۹۳
۱۳۳۲ ف	۴۵۸۶۸۰	۲۲۹۳۴
۱۳۳۳ ف	۴۵۴۷۶۰	۲۲۷۳۸
۱۳۳۴ ف	۶۱۸۴۴۰	۳۰۹۲۲
۱۳۳۵ ف	۴۹۱۸۸۰	۲۴۵۹۴
۱۳۳۶ ف	۴۱۹۰۲۰	۲۰۹۵۱
۱۳۳۷ ف	۳۸۳۷۰۰	۱۹۱۸۵
۱۳۳۸ ف	۴۳۳۲۸۰	۲۱۶۶۴
اوسط	۴۳۰۹۲۴	۲۱۵۴۶

ایک اور تختہ درج ذیل کیا جاتا ہے جسے سررشتہ ریلوے نے ازراہ مہربانی بڑی زحمت اٹھاکے مرتب کرکے ہمیں دیا ہے۔ اس تختہ میں اُن تمام پرندوں کے اعداد نظر آئیں گے جو ریاست حیدرآباد دکن سے ۱۹۲۸ء میں باہر بھیجے گئے۔

تختہ برآمد مرغیان از ریاست حیدرآباد بہ بمبئی بابتہ ۱۹۲۸ء

شمار	اسٹیشن روانگی	مرغیوں سے بھری ہوئی ٹوکریوں کی تعداد	مرغیوں کی تعداد بحساب ۴۰ پرند فی ٹوکری
۱	اکناپیٹ	۳	۱۲۰
۲	آلیر	۷۲۳	۲۸۹۲۰

شمار	اسٹیشن روانگی	مرغیوں سے بھری ہوئی ٹوکریوں کی تعداد	مرغیوں کی تعداد بحساب ۴۰ پرند فی ٹوکری
۳	اورنگ آباد	۱۱۹	۴۷۶۰
۴	دھارور	۱۱۰	۴۴۰۰
۵	دودھنی	۵۹۳	۲۳۷۲۰
۶	گنگاپور	۱۱۷	۴۶۸۰
۷	گلبرگہ	۳۶۷	۱۴۶۸۰
۸	حیدرآباد	۱۳۴۱	۵۳۶۴۰
۹	جالنہ	۸	۳۲۰
۱۰	کرشنا	۹۹۹	۳۹۹۶۰
۱۱	گلالی	۶	۲۴۰
۱۲	کرکنٹہ	۱۱۶	۴۶۴۰
۱۳	لاسور	۲	۸۰
۱۴	مسائی پیٹ	۱۸۹	۷۵۶۰
۱۵	نارائن پیٹ روڈ	۱۸۶۹	۷۴۷۶۰
۱۶	نظام آباد	۱	۴۰
۱۷	پرسوڈا	۴۵	۱۸۰۰
۱۸	چیتور	۲	۸۰
۱۹	رائچور	۳۵۴۶	۱۴۱۸۴۰
۲۰	روٹے گاؤں	۶	۲۴۰
۲۱	سکندرآباد	۵	۲۰۰
۲۲	سیڑم	۶۵	۲۶۰۰
۲۳	شادنگر	۸۱۷	۳۲۶۸۰
۲۴	شاہ آباد	۵۴۴	۲۱۷۶۰
۲۵	ٹانڈور	۷۶۳	۳۰۵۲۰

مرغیوں کی تعداد بحساب ۴۰ پرند فی ٹوکری	مرغیوں سے بھری ہوئی ٹوکریوں کی تعداد	اسٹیشن روانگی	شمار
۷۳۸۰۰	۱۸۴۵	وقار آباد	۲۶
۱۴۰۸۰	۳۵۲	واڑی	۲۷
۲۱۱۶۴۰	۵۲۹۱	یادگیر	۲۸
۷۹۳۷۶۰	۱۹۸۴۴	میزان	

اس تختہ میں مرغیوں کی ٹوکریوں کی جو تعداد درج ہے وہ سررشتہ ریلوے سے حاصل کی گئی ہے۔ عام طور پر ایک ٹوکری میں چالیس پرند ہوتے ہیں۔ اس حساب سے جملہ پرندوں کی مجموعی تعداد ۷۹۳۷۶۰ ہوتی ہے جو آخری خانہ میں درج ہے۔ دس سال کی برآمد کے جو اعداد و شمار سررشتہ کروڑگیری سے حاصل ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سال بھر میں اوسطاً مبلغ چار لاکھ اکتیس ہزار روپیہ کے پرند باہر بھیجے جاتے ہیں۔ کروڑگیری کا محصول مال کی قیمت پر عاید ہوتا ہے۔ اس حساب سے کہ ایک پرند کی قیمت نو آنے رکھی جاتی ہے۔ اگر ان اعداد سے حساب لگایا جائے تو برآمد کا سالانہ اوسط (۷۶۶۰۰۰) کے برابر آتا ہے اور اسی کو سالانہ برآمد کا عدد تسلیم کرلیا جاسکتا ہے۔ تمام مال جو یہاں سے باہر روانہ کیا جاتا ہے بمبئی میں بھیجا جاتا ہے۔ تھوڑا بہت کہیں اور بھیجا جاتا ہے۔ ریاست حیدرآباد کے حدود کے متصل صوبہ مدراس میں جو ریلوے اسٹیشن مثلاً بجواڑہ۔ گنٹور۔ بریلی وغیرہ ہیں وہاں سے بھی بجائے اس کے کہ مال مدراس روانہ کیا جائے سرکار عالی کی ریلوے سے بمبئی ہی کو روانہ کیا جاتا ہے۔ ان باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ یہ پیشہ محض مجبور اور ناواقف لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور اس کے لئے کوئی منضبطہ اصول بھی مقرر نہیں ہیں۔ پھر بھی ملک میں مرغبانی کی پیداوار اور ملک سے باہر بھیجنے کی تجارت ریاست آصفیہ میں بہ نسبت ہندوستان کے دوسرے

صوبجات کے بہت اہمیت رکھتی ہے۔

۲۔ پرندوں کو کس طرح رکھکر روانہ کیا جاتا ہے۔ کیا وہ طریقہ قابل اطمینان ہے یا نہیں؟ اور حمل و نقل میں کتنے فی صدی پرندوں کی جانیں ضائع ہوجاتی ہیں؟

عام طور پر جو پرند باہر بھیجے جاتے ہیں انہیں بانس کی ٹوکریوں میں رکھا جاتا ہے۔ ٹوکری کی قطع تصویر (۱۰) سے ظاہر ہوگی۔ یہ طریقہ کچھ اچھا اور قابل اطمینان ہے۔ اس لئے کہ ٹوکریوں میں پرندوں کو ٹھونس کے اس طرح بھر دیا جاتا ہے کہ جنبش کرنے تک کی جگہ باقی نہیں رہتی۔ مگر اس کام کے لئے ٹوکری کو مطلق رد بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ اوّل تو وہ ہلکی چیز ہوتی ہے۔ پھر ارزاں بھی پڑتی ہے اور ساتھ ہی ہوا وغیرہ پہنچنے کے لحاظ سے بھی مناسب ہے۔ اس کے علاوہ جو پرند اس طرح باہر بھیجے جاتے ہیں وہ پالنے کو تو ہوتے نہیں ہیں بلکہ کھانے میں کام آتے ہیں۔ اس لئے عام طور پہ چوبیس گھنٹے سے زیادہ ٹوکریوں میں رہنے نہیں پاتے۔ پھر بھی اس طرح بھر کے بھیجنا قابل اعتراض ضرور ہے۔ اگرچہ پیک کرنے کے طریقہ کی وجہ سے کسی پرند کے مرنے کا حال نہیں سنا گیا لیکن جگہ کی تنگی کی وجہ سے انہیں اتنے عرصے تک جس مصیبت اور تکلیف میں رہنا پڑتا ہے اس کا اثر ان کی صحت اور ان کے گوشت پر ضرور پڑتا ہے۔ ریلوے کے قواعد پرندوں کو پیک کرنے اور روانہ کرنیکی بابتہ حسب ذیل ہیں۔

ضابطہ ۱۶۲ جنرل کوچنگ ٹیرف نمبر ۶ بابتہ ماہ جون ۱۹۳۲ء زندہ مرغ یا مرغیاں۔

(الف) زندہ مرغ یا مرغیاں اسی حالت میں قبول کیجا سکیں گی کہ انہیں پنجروں یا ٹوکریوں یا بہنگیوں میں بند کر کے روانہ کیا جائے۔ محصول پورے پارسل کا لیا جائے گا۔ اور نقصان وغیرہ کی ذمہ داری مالک ہی کے ذمہ رہیگی جو مال روانہ کرنے کے لئے وصول ہوگا اگر اس کا سفر بارہ گھنٹوں سے زیادہ ہوگا تو روانہ کرنے سے پہلے اسٹیشن ماسٹر اچھی طرح اپنا اطمینان کرلے کہ ٹوکریاں

چڑیوں کو جگہ کی تنگی تو نہیں ہے۔ اور ان کے ساتھ دانہ پانی اتنا ہے کہ سفر کے ختم تک کافی ہو جائیگا۔ محصول کی ادائی پیشگی ہی کرنا پڑیگی۔

(ب) زندہ مرغ یا مرغیاں سواری گاڑی میں مالک خود اپنے ہمراہ نہیں لیجا سکتا۔ اگر کوئی شخص زندہ پرندوں کو اپنے ساتھ لیجاتے ہوئے راستے میں پایا گیا تو پرندوں کو وہاں سے اٹھا کر بریک کے ڈبے میں بھیجدیا جائیگا اور جس قدر فاصلہ طے کیا جا چکا ہے اتنی دور تک کا کرایہ اسی حساب سے لے لیا جائیگا جس حساب سے ان کتوں کا کرایہ پڑتا ہے جنھیں مالک خود اپنے ہمراہ رکھ کے لیجاتا ہے۔ بریک کے ڈبہ میں لے جانیکا محصول حسب ذیل ہوگا۔

(۱) اگر پنجروں یا ٹوکریوں میں بند ہونگے تو پورے پارسل کا محصول لیا جائے گا۔

(۲) اگر کھلے ہوے پرند ہونگے تو ہر پرند کا اتنا ہی کرایہ ہوگا جتنا مال کے ڈبے میں ایک کتے کا ہوتا ہے۔

(ج) اگر زندہ پرندوں کی روانگی کے وقت نقصان وغیرہ کا ذمہ سررشتہ ریلوے اپنے سر لیگا تو جو محصول کہ مالک کے ذمہ داری کی حالت میں وصول کیا جاتا ہے اس سے پچیس فیصدی زیادہ ادا کرنا پڑیگا۔

قواعد مندرجہ بالا میں نظام گیارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے کے مستثنیات حسب ذیل ہیں۔

(الف) پرندوں کی ٹوکریوں کی وسعت کا معیار یہ ہوگا کہ ان کا قطر تین فٹ ہوگا اور بلندی بارہ انچ ہوگی اور ایسی ٹوکری میں پرندوں کی تعداد حسب ذیل رہیگی۔

بڑے پرند	۳۰
اوسط درجہ کے پرند	۴۰
چھوٹے پرند	۶۰

(ب) اگر ٹوکری مندرجہ بالا ناپ سے چھوٹی ہوگی یا اتنی ہی ٹوکری میں زیادہ پرند سے بھرے ہونگے تو خلاف قاعدہ سمجھی جائیگی اور اس کے

تصویر نمبر (۱۰)

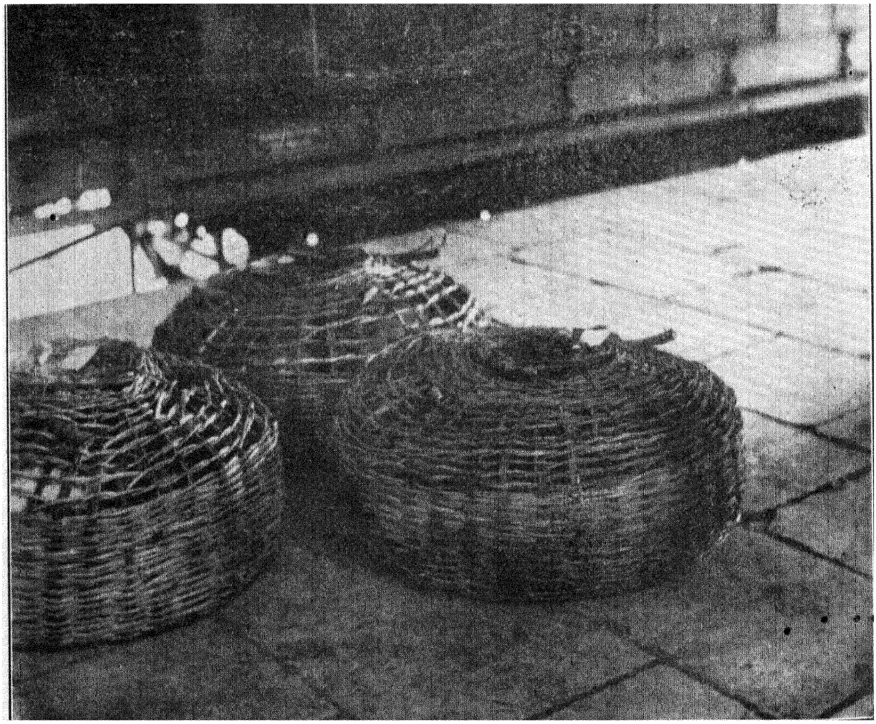

بانس کی ٹوکری جس میں پرندے رکھکر باہر بھیجے جاتے ہیں

قبول کرنے سے انکار کر دیا جائیگا۔

(ج) ہر ٹوکری کے اوپر دو آڑے بانس لگانے ہونگے تاکہ حمل و نقل میں ٹوکری پر ٹوکری رکھتے وقت ٹوکری کی حفاظت ہو سکے۔

(د) تمام ٹوکریاں جو ایک ہی شخص کی ملک ہوں ایک شخص کی نگرانی میں بھیجی جا سکتی ہیں۔ ایسا نگرانکار شخص اسی جگہ سے سوار ہوگا جہاں سے پہلا مال روانہ ہوا ہے۔ اور بعد میں درمیانی اسٹیشنوں پر جیسے جیسے مال آتا جائیگا ویسے ویسے وہ آدمی اسے اپنی نگرانی میں لیتا جائیگا۔

زندہ پرند صرف اکسپریس اور سواری گاڑی ہی میں جا سکتے ہیں۔ مال گاڑی میں نہیں جا سکتے۔

اگر ان قواعد کی سختی سے پابندی کیجائے تو قابل اطمینان معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن انمیں ایک بات کی اصلاح ہو جانا چاہیئے۔ مال کے ڈبے میں جگہ بچانے کے لئے ٹوکریاں اوپر نیچے رکھدیجاتی ہیں۔ اور اس کے بعد ڈبے کو بالکل بند کر کے قفل لگا دیا جاتا ہے۔ یعنی ایک تو پرند ہی گویا ٹھونس ٹھونس کے ٹوکریوں میں بھرے جاتے ہیں دوسرے ریل کے ڈبے میں اوپر نیچے کر کے تمام ٹوکریاں ٹھونس دیجاتی ہیں۔ اور وہ لوہے اور فولاد کا ڈبہ بالکل بند کر دیا جاتا ہے اب وہاں کی متعفن فضا اور گرمی اور حبس کا اندازہ خود کیا جا سکتا ہے اگر سررشتہ ریلوے کے لئے یہ ممکن نہیں کہ ٹوکریوں کو اوپر نیچے نہ رکھا جائے تو کم از کم اتنا ضرور ہونا چاہئے کہ ایسے ڈبے بنا لئے جائیں جن کی دیواریں لکڑی کی ہوں۔ اور ان میں ہوا کے لئے روشندان بنائے جائیں۔ جن پر حفاظت کے لئے لوہے کی جالی لگی ہو۔

۳۔ کھانے کے لئے کیا پرندوں کو موٹا کرنے کا کوئی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے؟ اور کیا مرغ آختہ کئے جاتے ہیں؟

پیشہ ور مرغبان تجارتی اغراض سے نہ تو کھانے کے پرندوں کو موٹا کرنے کی کوئی کوشش کرتے ہیں اور نہ مرغوں کو کبھی آختہ کرتے ہیں۔ چند شوقین البتہ صرف اپنی ہی ضرورت کے لئے کبھی کبھی ان تدابیر پر کچھ عمل کرتے ہیں۔

۴۔ مرغبانوں کو سال بھر کے مختلف موسموں میں چوزوں اور بڑے پرندوں کی قیمتیں کیا کیا وصول ہوا کرتی ہیں؟

پرندوں کی قدوقامت کے اعتبار سے قیمتوں میں فرق ہوتا ہے اور وہ بھی خاص بلدہ حیدرآباد میں الگ ہے۔ اور اضلاع و مواضعات میں جُدا دونوں جگہوں کی اوسط قیمتیں درج کیجاتی ہیں۔

قامت پرند	قیمت بحساب فی پرند	
	مواضعات میں	بلدہ میں
چوزے	۴ آنے	۵ آنے
اوسط درجہ کے پرند	۵ آنے	۱۲-۱۴ آنے
بڑے پرند	۸ آنے	۱۶-۲۰ آنے

اکثر گرمیوں میں پرندوں کی قیمتیں چڑھ جاتی ہیں خصوصاً ایسے وقت جب مواضعات میں کسی وبائی مرض کا دورہ ہو اور اس سے پرندوں کی تعداد میں کمی آگئی ہو۔ بمبئی میں پوری عمر والے پرند کی قیمت زیادہ ترا تنی ہی رہتی ہے جتنی بلدہ حیدرآباد میں۔ صرف چوزوں کی قیمت البتہ بمبئی میں آٹھ سے بارہ آنے تک چڑھ جاتی ہے۔ چونکہ چوزوں کی تجارت میں نسبتاً فائدہ زیادہ اور جلد ہوتا ہے اس لئے انہیں کی تجارت اور برآمد زیادہ ہوتی ہے۔ بمبئی کے بیوپاریوں نے ممالک محروسہ سرکار عالی میں اپنی تجارت قائم کر رکھی ہے۔ ان ہی کے نمایندے یہاں کے مواضعات میں پرند فراہم کرکے انہیں بمبئی بھیجا کرتے ہیں۔ متعدد مشہور مرکزوں پر ان کے کاروبار کی شاخیں قائم ہیں۔ مثلاً رائچور۔ نارائن پیٹ روڈ۔ گلبرگہ۔ تانڈور اور آلیر وغیرہ میں ان مرکزوں پر بیوپاریوں کے نمایندے ٹھیرتے ہیں اور اپنے تحت کے دلّالوں سے پرند وصول کرکر کے بمبئی روانہ کیا کرتے ہیں۔ ان نمائندوں کو بیوپاریوں سے ملازمت کی ماہوار تنخواہیں ملتی ہیں۔ تحت کے دلّال عموماً پھیری کے

لوگ ہیں۔ اور اصل نمائندوں سے انہیں کچھ پیشگی رقوم مل جایا کرتی ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ گاؤں گاؤں گھومتے ہیں۔ اور مرغبانوں سے پرند خرید خرید کے نمائندوں کے پاس باہر روانہ کرنے کے لئے پہنچاتے ہیں۔

۵۔ اگر پرندوں کا قدوقامت بڑا ہونے لگے تو کیا اس کی توقع ہے کہ ان کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو جائیگا؟

پرند کی قدوقامت کی زیادتی سے مواضعات میں کچھ یونہی سی زیادتی قیمت میں ہو جاتی ہے۔ شہر میں البتہ قدوقامت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ لیکن اتنا نہیں کہ فروشندہ کو جانور کے حقیقی جسامت کے مناسبت سے قیمت مل سکے۔ لیکن اس معاملہ میں اس کی ضرورت ہے کہ بیچنے والوں کو یہ بتایا جائے کہ وہ لوگ قیمتوں میں جو فرق رکھا کرتے ہیں وہ محض پرندوں کی عمروں ہی کے اعتبار سے نہ رکھا کریں بلکہ ان کے قدوقامت کے اعتبار سے بھی مقرر کیا کریں اسی طرح خریداروں کو بھی سمجھایا جائے کہ پرندوں کے قدوقامت کا لحاظ کرکے قیمتیں ادا کرنے میں کوتاہی نہ کیا کریں۔ اس طریقہ عمل سے تجارت میں ترقی کی بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں۔

۶۔ کیا مرغبانی کی پیداوار کی نکاسی میں کچھ دشواریاں پیش آیا کرتی ہیں؟

پیشہ ور مرغبان زبان سے کسی شکایت کا اظہار نہیں کرتے مگر یہ واقعہ ہے کہ ان کا کاروبار پوری طرح سے بیوپاریوں کے رحم وکرم پر منحصر ہے۔ اگر اس کاروبار کے اصولوں کو باضابطہ منظم کرکے اس پر نگرانی قائم کیجائے تو یقینی ان لوگوں کو بہت کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

(ص) خالص نسلوں کے پالنے والے شوقین

اس تحقیقات کا اصل مقصد یہ تھا کہ ریاست حیدرآباد میں پیشہ مرغبانی کو جس حیثیت سے لوگ اختیار کئے ہوئے ہیں اس کی تفصیلات معلوم ہوں تجارتی مقصد سے صرف دیسی مرغی پالی جاتی ہے اور اس کے پالنے والے خاص کر دیہاتی ہیں۔ خالص نسل کے پرندوں کا پالنا بالکل جداگانہ چیز ہے۔ ایسے پرند

صرف شہروں اور اُن کے مضافات ہی میں پائے جاتے ہیں۔ خالص نسل کے پرندوں کی تجارت بہت ہی محدود ہے۔ اس لئے اس مسئلہ اس باب میں علٰحدہ بیان کیا گیا ہے۔

شوقین لوگ بھی متعدد موجود ہیں۔ جن کے پاس خالص نسلیں موجود ہیں ان میں حسب ذیل دو قسم کے شوقین ہیں۔

(۱) کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے پاس معمولی دیسی دوغلی مرغیاں پلی ہوئی ہیں ان کے علاوہ وہ لوگ اپنے احباب سے ایک آدھ جوڑا کسی خالص نسل کے پرند کا تحفتہً حاصل کر لیتے ہیں یا بازار سے خالص نسل کی مرغیوں کے چند انڈے خرید کے بچے نکال لیتے ہیں۔ اور اپنے کسی ذوق سے نہیں بلکہ محض ایک نئی قسم کے پرند کے مالک بننے کے لئے انہیں پالتے رہتے ہیں۔

(۲) چند شوقین ایسے ہیں جو روپیہ خرچ کرتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے خالص نسل کے پرند خریدتے اور پالتے ہیں اور ان پرندوں کو دوغلے پرندوں میں ملنے بھی نہیں دیتے۔

اول الذکر قسم کے لوگ شہر اور شہر کے اطراف میں کثرت سے ہیں۔ لیکن ان کا شوق کسی فائدہ اور کسی کام کا نہیں۔ بیچاری خالص نسل کی مرغیوں کو بالکل دیسی مرغیوں کی طرح اور ان ہی کے ساتھ زندگی گذارنا پڑتی ہے اور دوغلی پرندوں میں ملنے جلنے کی وجہ سے نسل بھی خالص باقی نہیں رہتی۔ خالص نسل والے پرندوں کو دیسی مرغیوں کی طرح سختیاں اٹھانے کی عادت ہوتی نہیں۔ اور نہ وہ مرغبانوں کے ظالمانہ برتاؤ کو برداشت کرسکتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے یا تو سب کی سب جان دیدیتی ہیں یا اگر موت نہ آئی تو ان کی آئندہ اولاد میں نسل کا خالص خون باقی نہیں رہتا اور اس طرح خالص نسل کے پرندوں کو پالنے کا اصل مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے۔ اس لئے ایسے شوقینوں کی حالات پر زیادہ غائر نظر ڈالنا ہی بیکار ہے۔ البتہ قسم دوم کے لوگوں پر مندرجہ ذیل سطروں میں تبصرہ کیا جائے گا۔

۱۔ شوقین

ایسے لوگ متعدد ہیں جو حقیقی معنوں میں شوقین کہے جا سکتے ہیں اُنکے پاس عمدہ اور خالص نسل کے پرند موجود ہیں۔ مگر یہ لوگ بلدہ حیدرآباد اور سکندرآباد یا اُن کے مضافات ہی میں ہیں۔ بعض بڑے بڑے اضلاع پر یا ریلوے اسٹیشنوں یا کاروباری مرکزوں پر بھی چند آدمی اس قسم کے ملتے ہیں۔ عیسائی مبلغین کے اداروں میں بھی بعض لوگ اس کا شوق کرتے ہیں ایسے شوقینوں میں عموماً یورپین۔ اینگلو انڈین۔ عیسائی مبلغین متوسط الحال اور کماتے پیتے ہندوستانی لوگ شامل ہیں۔ مرغبانی کا یہ شوق بھی شوق یا ذیلی پیشہ کی طرح پر اختیار کیا جاتا ہے۔ کوئی شخص اسے اپنا اصل پیشہ نہیں بناتا۔ ان شوقینوں کو عموماً مندرجہ ذیل شکایتیں پیدا ہوتی ہیں۔

(۱) نسل کشی کے واسطے عمدہ قسم کے پرندوں کو حاصل کرنے کے ذرائع کی کمی۔

(۲) مرغبانی کے لوازمات و آلات ضروریات کے حاصل کرنے کے ذرائع کی کمی۔

(۳) عام طور پر خالص نسل کے پرندوں کی کبھی مناسب قیمتیں نہیں آتیں۔ لوگ نسل کی صفات کا لحاظ کرتے ہوئے مال کی عمدگی کو تو دیکھتے نہیں قیمت کو گراں بتا دیتے ہیں۔

(۴) تجارتی حمل و نقل کی آسانیوں کا فقدان۔

(۵) بازاروں کی بے اصولیاں اور ضوابط کا فقدان۔

(۲) مُرغ کی نسلیں

مرغبانی کے شوقین زیادہ تر غیر ملکی یا ولایتی نسلوں کے پرند پالتے ہیں جن میں خاص طور پر لگ ہارن۔ رہوڈ آئلینڈ رڈ۔ آرپنگٹن۔ برہما اور مانارکا ہوتے ہیں۔ ان میں سے لگ ہارن اور رہوڈ آئلینڈ رڈ بہت مقبول ہیں۔ اور ایک حد تک کامیاب بھی تصور کیجاتی ہیں۔ بعض لوگ تفریحی یا خوشنما نسل کے پرند جیسے بنیٹم اور الٹے پروں والی مرغیاں بھی پالتے ہیں۔ مگر

ان کا شمار کارآمد نسلوں میں نہیں ہے۔ ان کے علاوہ شوقین لوگوں کا ایک اور طبقہ بھی موجود ہے جسے اصل پرندوں سے خاص ذوق ہے۔ چند سال پہلے حیدرآباد اپنی اس خصوصیت میں بہت پیش پیش تھا۔ یہاں مرغبازی کے لئے بہترین پرند پیدا کئے جاتے تھے۔ حیدرآباد کا اصیل پرند اپنی قدوقامت کے اعتبار سے بہت ہی مشہور تھا۔ اور ایسی قدر کی نظر سے دیکھا جاتا تھا کہ اس کی قیمت دو سو روپیہ فی پرند تک مل جاتی تھی۔ حیدرآبادی اصیل کی کئی قسمیں تھیں۔ آجکل جس قسم کے اصیل حیدرآباد میں نظر آتے ہیں ان میں زیادہ تر سفید سیاہ اور زردی مائل لال رنگ کے ہوتے ہیں۔ لیکن سیاہ رنگ کے پرند بہت ہی کمیاب ہیں۔ مگر چند ہی اصحاب ایسے ہیں جن کے پاس خالص نسل کے اصیل پرند ہوں۔ اور جن کے پاس ہیں وہ اس فن کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں اپنے پرندوں کی قیمتیں اسوقت بھی غیر معمولی مل جاتی ہیں یعنی ایک سو روپیہ فی پرند تک۔ لیکن ان پرندوں کی مانگ بہت ہی کم ہے اس گرانمایہ دیسی نسل کی قدر کرنا چاہئے۔ اس کی نسل کو بغیر کسی میل کے قائم رکھنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ یہ ضرور ہے کہ کارآمد ہونے کے لحاظ سے اصیل کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اصیل مرغی بہت ہی کم انڈے دیتی ہے۔ اور پھر اس کے بچوں کو پالنا بھی مشکل ہے کیونکہ جنگجو فطرت ہونے کی وجہ سے بالکل ابتدائی عمر ہی میں بچے آپس میں لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ بہرحال اصیل پرندان مرغبانوں کے لئے کارآمد ہے جو کسی دوسری نسل میں اس کے ذریعہ سے طاقت پیدا کرنا چاہتے ہوں۔ خالص نسل کے پرند توفی زمانہ بہت ہی محدود ہیں۔ اور جن کے پاس موجود بھی ہیں وہ بھی ان سے پوری طرح مطمئن نہیں ہیں۔ اسی طرح انکی پیداوار یعنی انڈوں یا بچوں کی مانگ بھی بہت کم اور غیر اعتباری ہے۔ اصل میں لوگوں کو خالص نسل کے پرندوں کی استعمالی اور تجارتی اہمیت کا علم ہی نہیں ہے۔ جنہیں کسی قدر خالص نسل کے فوائد کا احساس ہے۔ وہ ترقی یافتہ اور خالص نسل کو پالتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے

دلوں میں یہ یقین جاں گزیں ہے کہ ترقی یافتہ پرند بے انتہا نازک مزاج ہوتے ہیں۔ اُن کی داشت کے اخراجات بھی زیادہ ہوتے ہیں اور انہیں بیماریوں کو جلد قبول کر لینے کی صلاحیت بھی بہت ہوتی ہے علاوہ ازیں وہ لوگ قیمتاً بھی انہیں بہت گراں سمجھتے ہیں ایسے مرغبانوں کو اس بات کے سمجھانے کی ضرورت ہے کہ ترقی یافتہ کارآمد نسل کی واقعی اہمیت کیا ہے اور ان کی قیمتیں جو اس قدر زیادہ ہوتی ہیں وہ محض پرندوں کی چال ڈھال یا ناک نقشے کے اعتبار سے نہیں ہیں بلکہ ان کی کارآمد خوبیوں کی وجہ سے ہیں یہ سچ ہے کہ ترقی یافتہ خالص نسل کے پرند دیسی دوغلے پرند کی طرح مضبوطی اور جفاکشی نہیں ہوتی وہ اس ظلم و بے اعتنائی کے برتاؤ کو نہیں برداشت کرتا جو دیسی پرندوں کے لئے روا رکھا جاتا ہے۔ اور اسی لئے اسے نازک کہتے ہیں۔ لوگوں کو اس بات کے سمجھانے کی ضرورت ہے کہ خالص نسل کا پرند ایک قابل قدر جاندار ہے۔ اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جانا چاہئے۔ اسکی پرورش و پرداخت پر جو وقت اور روپیہ صرف کیا جائیگا وہ رائیگاں نہیں جائیگا۔ بلکہ اس پرند کے انڈے بچوں سے جو آمدنی ہوگی وہ تمام اخراجات کی تلافی کر دیگی۔

(۳) ماندو بود اور خورد و نوش

شوقین لوگ اپنے پرندوں کے لئے جہاں تک ان کے امکان میں ہوتا ہے آرام دہ مکانات بناتے ہیں اور انہیں کھلے ہوئے محصور صحن میں رکھتے ہیں اور کھانے کے لئے ضروری اور مناسب دانہ دیتے ہیں جنکے پاس ایک سے زیادہ نسلوں کے پرند ہوتے ہیں وہ لوگ ہر نسل کے پرند کے لئے جدا مکان اور جدا صحن کا انتظام کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو مرغبانی کی کتابوں سے ذوق ہوتا ہے اور ہر وقت اس کے کوشاں رہتے ہیں کہ اس فن مرغبانی پر مزید معلومات حاصل ہو جائیں۔ اُن لوگوں کو عام طور پر یہ ایک شکایت ہے کہ ملک میں اس کا کوئی انتظام نہیں ہے کہ مرغبانی کے آلات اور دانے چارے کی تمام چیزیں آسانی سے حاصل کیجا سکیں۔

۴- بیماریاں اور امراض -

ان شوقین لوگوں کو بھی بیماریوں کے متعلق عام شکایت ہے۔
مثلاً چیچک - ہیضہ - پیچش - روپ (Roup)سفید اسہال - مرگی۔
(Apoplexy)زہرباد (Black Rot)کشادہ دہن (Gapes)
سکتہ و غشی - سوء ہضمی (Simple Diarrhoea) جگری امراض زرد بخار
(Tick fever)ٹانگوں کے سنڈے کینچوے (Tape worms)
وغیرہ وغیرہ جن میں سے ہیضہ - چیچک - اور اسہال (White Diarrhoea)
مہلک وبائیں سمجھی جاتی ہیں زرد بخار (Tick fever) اگرچہ کوئی وبائی
مرض نہیں ہے مگر اس سے بھی بہت سے پرندوں کی جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔
اس طرح کینچوؤں (Tapeworms) کا حملہ چوزوں پر بکثرت ہوتا ہے۔
دیہاتی مرغبانوں کے مقابلے میں شوقین لوگوں کو جوں اور چیچڑیوں
(Tick and lice) کی اہمیت کا زیادہ احساس ہے اس لئے انہیں
ان سے خوف بھی زیادہ ہوتا ہے اور اسی کی شکایت بھی انہیں زیادہ ہے۔ عام
طور پر شوقین لوگ بروقت صفائی کی ضرورت کو سمجھتے ہیں صفائی کے لئے
جس قدر وقت اور سہولت بہم پہنچ سکتی ہیں وہ لوگ ان پر پوری طرح توجہ
صرف کرتے ہیں۔ ملکی اور پٹینٹ شدہ ادویات جو کچھ بھی دستیاب
ہو سکتی ہیں وہ بھی استعمال کراتے رہتے ہیں لیکن تشخیص و تجویز و علاج
کے متعلق انہیں مشورہ کی ضرورت ہے اگر اس کا انتظام کر دیا جائے کہ
انہیں وقت پر مشورہ مل جائے اور ضرورت پر مناسب دوائیں دستیاب
ہو جایا کریں۔ یہ اُن کی بہت بڑی مدد ہوگی اور وہ اس کی قدر کریں گے۔
سب سے بڑی مصیبت ان کے لئے وبائی امراض اور متعدی بیماریوں کی
یورش ہے جس میں وہ لوگ بالکل لاچار ہو جاتے ہیں ایسے موقعوں پر انہیں
ایک اور مشکل آپڑتی ہے۔ وہ یہ کہ وہ لوگ چاہے حفاظت کے لئے اپنی امکانی
تدابیر اختیار کر ہی لیں مگر ان کے پاس پڑوس کے رہنے والے مطلق متوجہ
نہیں ہوتے اور اس کی وجہ سے انہیں بھی مجبور ہو جانا ہی پڑتا ہے۔ اور

متعدی مرض کمبخت ہوتا بھی ایسا سخت ہے کہ جہاں ایک مرتبہ ایک جگہ شروع ہوگیا پھر آس پاس کے تمام گھروں کو متاثر کیئے بغیر نہیں رہتا۔ اور اس کا کوئی علاج شوقین لوگوں کے پاس نہیں ہے۔ ان مشکلات سے سربر ہونے کا ایک یہی طریقہ ہے کہ علاوہ شوقین حضرات کے عام مرغبانوں کو حفظان صحت کے وہ خاص خاص اصول اچھی طرح ذہن نشین کرائے جائیں جن پر کامیابی کا انحصار ہے۔

۵۔ پیداوار اور اس کا مصرف

(الف) انڈے۔ شوقین لوگ خالص نسل کی مرغی کے انڈے حتی الامکان بچے نکالنے کے لئے فروخت کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کی مانگ بہت ہی کم ہے۔ عام طور پر وہ لوگ جو قیمت لیتے ہیں وہ چھ روپیہ فی درجن انڈے کے حساب سے لیتے ہیں اگرچہ یہ قیمت نہایت ہی واجبی ہے لیکن چونکہ لوگوں کو خالص نسل کے پرندوں کی قدر جیسی ہونا چاہیئے نہیں ہے اس لئے انہیں بہت ہی گراں معلوم ہوتی ہے شوقینوں سے جس قدر پرندوں کی پرورش ممکن ہے وہ لوگ اتنے بچے خود نکال لیتے ہیں بقیہ مال کی نکاسی کا مرحلہ پھر درپیش ہوتا ہے عوام الناس کو اس کا احساس نہیں کہ دیسی مرغی کے انڈے کے مقابلہ میں یہ خالص نسل کے انڈے بڑے اور زیادہ مقوی ہیں اس لئے ان کی قدر و قیمت زیادہ ہونا چاہیئے البتہ بعض شوقین لوگوں کو بے انتہا تلاش و کوشش کے بعد چند ایسے سمجھدار خریدار مل گئے ہیں جنھیں ان انڈوں کی قدر ہے اور وہ کھانے کے لئے انڈے خرید لیتے ہیں اور قیمت بھی ڈیڑھ روپیہ فی درجن کے حساب سے دیدیتے ہیں لیکن ایسے خریدار سردست معدودے چند ہی ہیں۔

(ب) پرند۔ خالص نسل کے پرندوں کو باہر بھیجنے کی تجارت قریب قریب بالکل ہی نہیں ہے۔ کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کسی کی فرمائش کی تعمیل میں حیدرآباد میں اصیل پرند ہندوستان کی کسی دیسی ریاست یا صوبہ بھیجدئیے جاتے ہیں تمام پرند زیادہ تر یہیں فروخت ہوتے ہیں اور پھر اسی

قیمت کا سوال اٹھتا ہے گنتی کے خریدار ایسے ہیں جو بڑے اور توانا و تندرست پرند کے قدردان ہیں اور ڈھائی سے تین روپیہ فی پرند تک قیمت دیجاتے ہیں ورنہ عموماً لوگ دیسی پرندوں کو خریدنے کے عادی ہیں اور ان ہی کی قیمتیں دماغوں میں بسی ہوئی ہیں پرند خواہ اچھا ہو یا برا ان قیمتوں سے زیادہ ادا کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے بعض شوقین چند پرندوں کو کھانے کے لئے فربہ بھی کرتے ہیں یا مرغوں کو آختہ بھی کر دیتے ہیں لیکن وہ کسی تجارتی غرض کے لئے نہیں کرتے بلکہ خود اپنے ہی استعمال کے لئے کرتے ہیں فربہ یا آختہ کئے ہوئے پرند کی مانگ ہی نہیں ہے۔ نسل کشی کے لئے جو لوگ خالص نسل کے پرندوں کو خریدتے ہیں ان سے قیمت خاطر خواہ مل سکتی ہے۔ لیکن ایسے خریداروں اور شوقینوں کی تعداد بہت ہی محدود ہے۔ مرغبانی کے شوقین کے لئے سال بھر میں چند پرندوں کا بکنا یا نہ بکنا سب برابر ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ انڈے اور پرند دونوں کے معاملہ میں مرغبانی کے شوقین لوگوں کی ہمت افزائی اسوقت تو مطلق نہیں ہوتی۔ عوام الناس کو اس سے واقف ہونا چاہیئے کہ ترقی یافتہ اور خالص پرندوں کی پیداوار کی قدر و قیمت فنی اعتبار سے اور کارآمد و فائدہ مند ہونے کے لحاظ سے کیا ہوتی ہے اور انہیں اس احساس کے پیدا کرانے کے لئے تبلیغی کام کی بہت ضرورت ہے۔

(ل) بلدہ حیدرآباد و سکندرآباد میں مرغ اور انڈوں کا استعمال

بلدہ حیدرآباد و سکندرآباد میں انڈوں اور مرغ کے استعمال کے حالات معلوم کرنا اس تحقیقات کا سب سے زیادہ دشوار جز تھا۔ بات یہ ہے کہ ان شہروں میں ان چیزوں کی درآمد مختلف طریقوں پر ہوتی ہے۔ مثلاً تصویر (۱۱) کیطرح مرغبان پرندوں کو ہاتھوں میں لٹکا کے مضافات سے لئے آتے ہیں بعض لوگ تصویر (۱۲) کی طرح ٹوکریوں میں رکھ لیتے ہیں۔ اور یا سر پہ لاد کر لاتے ہیں یا بہنگی بنا کے کاندھوں پہ رکھکر لاتے ہیں۔

تصویر نمبر (۱۱)

آدمی کا ہاتھ میں پرندوں کو لٹکا کے لیجانا

تصویر نمبر (۱۲)

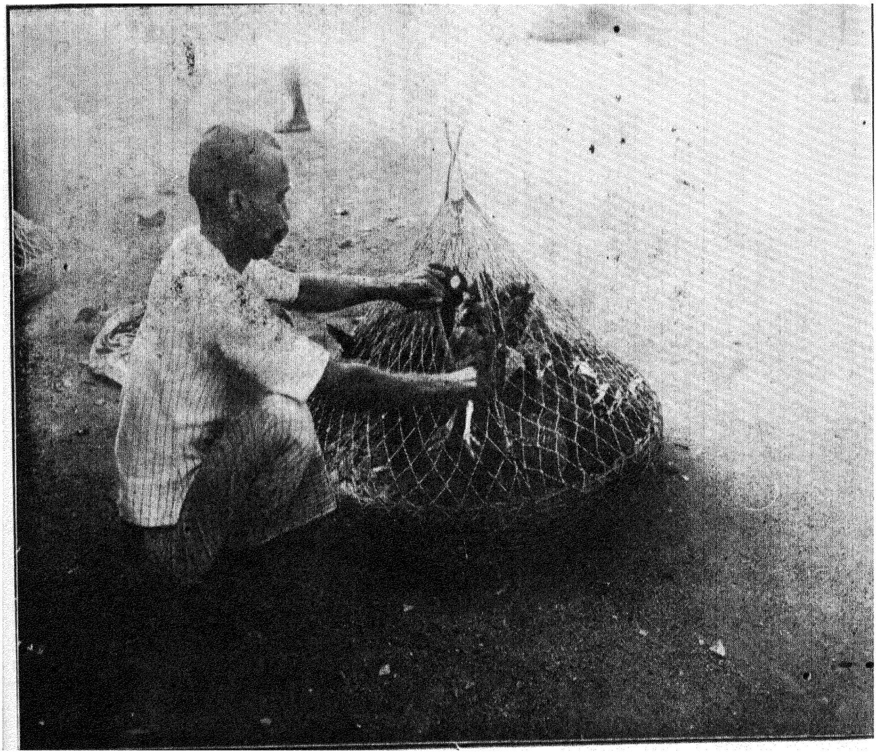

ٹوکری جس کی بھنگی بنا کر کاندھوں پر لیجاتے ھیں

اور تصویر (۱۰) میں جیسی ٹوکریاں دکھائی گئی ہیں ویسی ٹوکریوں میں بھر کر موٹر بس پہ رکھکر کثرت سے مرغیاں آتی ہیں ریل گاڑی سے بہت ہی کم مال درآمد ہوتا ہے شہر میں جو پرند یا انڈے لائے جاتے ہیں اُن پر کروڑگیری کا محصول بھی عاید نہیں کیا جاتا اس لئے کروڑگیری کے ناکوں اور دفتروں میں اس چیز کا کوئی مواد بھی نہیں ہے۔ بازاروں میں بھی اس کا مواد نہیں رکھا جاتا اب جو مال اس طرح آتا ہے وہ بھی سب کا سب بازاروں میں نہیں فروخت ہوتا بلکہ زیادہ تر گھر گھر اور دروازہ دروازہ پھر کر بیچا جاتا ہے اسی کے ساتھ وہ انڈے اور پرند بھی ہیں جو یہیں پیدا ہوتے ہیں اور یہیں بکتے ہیں ان کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ شہر میں ہزاروں آدمی ہیں جن کے پاس مرغیاں پلی ہوئی ہیں۔ اور وہ لوگ تمام سال انڈے اور چوزے وغیرہ شہر ہی میں فروخت کیا کرتے ہیں اور زیادہ تر اپنے پڑوسیوں اور ہم محلہ لوگوں کو دیتے ہیں اسطرح ان کا مال گویا بازار کی صورت ہی نہیں دیکھتا۔ اس کے متعلق کوئی نہیں جان سکتا کہ مال کس قدر تھا اور کیسا تھا۔ کس نے پیدا کیا کس نے بیچا کس نے خریدا اور خرید کے کیا کیا۔ اس لئے حیدرآباد اور سکندرآباد کے شہروں میں انڈے اور مرغیوں کے استعمال کے متعلق جو کچھ کہا جا رہا ہے۔ اسے بالکل صحیح اور مکمل نہیں سمجھنا چاہیئے۔ ان دونوں شہروں کی تحقیقات کے لئے نہایت ہی غائر نظر اور تفصیلی کام کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ تحقیقات کرنے کے واسطے دروازے دروازے پھر کے معلومات حاصل کرنا پڑینگے۔ سردست اس تحقیقات کے سلسلہ میں جو فنِ مرغبانی کی حد تک تمام ریاست سرکارعالی پر مشتمل تھی شہروں کی اتنی تفصیلی تحقیق ممکن نہیں تھی۔

البتہ ہوٹلوں سے جو کچھ معلومات حاصل ہو سکتی تھیں انہیں فراہم کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہوٹل بھی دونوں شہروں میں سیکڑوں میں اور بہت سی قسموں کے ہیں۔ بعض بہت بڑے بڑے ہیں اور یورپ کے ایسے ہوٹلوں کی طرح اپنا انتظام مکمل رکھتے ہیں ان کے یہاں حسابات بھی باقاعدہ رہتے ہیں۔ انمیں سے صرف تین ہوٹلوں نے کچھ باتیں بتائیں جو درج ذیل کیجاتی ہیں اگرچہ انہوں نے

اس کو گوارا نہیں کیا کہ ان تمام باتوں اور اس کل مواد کو عوام کے سامنے لایا جائے۔ اسی لئے ان ہوٹلوں کے ناموں کے اعلان سے گریز کیا گیا ہے۔ ان تین ہوٹلوں میں سے دو سکندرآباد کے ہیں ایک حیدرآباد کا۔ ان کے علاوہ چند ہوٹل اور بھی ہیں خاص کر بلدہ حیدرآباد میں جن کے یہاں کے طریقوں اور انتظامات میں کہنا چاہئے کہ نصف ہندوستانیت اور نصف انگریزیت ہے۔ لیکن انکے یہاں کوئی مفصل حساب نہیں رہتا۔ سب سے بڑی تعداد تیسرے قسم کے ہوٹلوں کی ہے جو زیادہ تر متوسط الحال اور ملازمین کے دم سے آباد ہیں۔ ایسے ہوٹلوں میں تو مطلق کسی قسم کا حساب رکھا ہی نہیں جاتا ان میں ہر ہر ہوٹل میں اگر فرداً فرداً دیکھا جائے تو انڈے یا مرغیوں کا خرچ زیادہ نہیں ملیگا مگر چونکہ ایسے ہوٹلوں کی کثرت ہے اس لئے مجموعی طور پر حساب لگایا جائے تو خرچ کی تعداد بہت بڑھ جائیگی۔ بہرحال ان تین ہوٹلوں سے جو کچھ مواد حاصل ہوسکا ہے وہ ذیل کے تختوں میں درج کیا جاتا ہے ایک تختہ میں انڈوں کے خرچ کی تفصیل ہے اور دوسرے میں پرندوں کی۔

بلدہ حیدرآباد و سکندرآباد کے ہوٹلوں میں انڈوں کا خرچ بابتہ ۱۹۳۰-۳۱ء

مہینے	انڈوں کی تعداد جو خرچ ہوئے			میزان
	ہوٹل نمبر (۱)	ہوٹل نمبر (۲)	ہوٹل نمبر (۳)	
جنوری	۵۵۸۰	۶۲۰۰	۲۶۰۱	۱۴۳۸۱
فروری	۵۰۴۰	۵۶۰۰	۲۳۶۴	۱۳۰۰۴
مارچ	۴۶۵۰	۶۲۰۰	۱۵۸۳	۱۲۴۳۳
اپریل	۴۵۰۰	۵۴۰۰	۱۶۴۸	۱۱۵۴۸
مئی	۴۶۵۰	۵۵۸۰	۱۷۶۲	۱۱۹۹۲
جون	۳۶۰۰	۵۴۰۰	۱۸۴۰	۱۰۸۴۰
جولائی	۴۶۵۰	۶۲۰۰	۱۵۷۰	۱۲۴۲۰
اگسٹ	۴۶۵۰	۶۲۰۰	۱۵۱۰	۱۲۳۶۰

مہینے	انڈوں کی تعداد جو خرچ ہوے			میزان
	ہوٹل نمبر (۱)	ہوٹل نمبر (۲)	ہوٹل نمبر (۳)	
ستمبر	۵۴۰۰	۶۰۰۰	۱۴۴۴	۱۲۸۴۴
اکتوبر	۵۵۸۰	۶۲۰۰	۱۹۹۶	۱۳۷۷۶
نومبر	۵۴۰۰	۶۶۰۰	۲۱۹۷	۱۴۱۹۷
ڈسمبر	۶۲۰۰	۶۸۲۰	۱۶۶۳	۱۴۶۸۳
میزان	۵۹۹۰۰	۷۲۴۰۰	۲۲۱۷۸	۱۵۴۴۷۸

بلدہ حیدرآباد و سکندرآباد کے ہوٹلوں میں پرندوں کا خرچ بابتہ ۳۱-۱۹۳۰ء

مہینے	پرندوں کی تعداد جو خرچ ہوے			میزان
	ہوٹل نمبر (۱)	ہوٹل نمبر (۲)	ہوٹل نمبر (۳)	
جنوری	۷۵	۱۰۰	۷۳	۲۴۸
فروری	۷۵	۱۰۰	۳۷	۲۱۲
مارچ	۶۰	۱۰۰	۳۴	۱۹۴
اپریل	۶۰	۸۰	۳۴	۱۷۴
مئی	۶۰	۷۵	۲۹	۱۶۴
جون	۴۰	۶۰	۳۸	۱۳۸
جولائی	۶۰	۶۰	۳۵	۱۵۵
اگسٹ	۶۰	۸۰	۳۲	۱۷۲
ستمبر	۹۰	۸۰	۲۴	۱۹۴
اکٹوبر	۸۰	۱۰۰	۴۴	۲۲۴
نومبر	۱۲۰	۱۰۰	۱۹۹	۳۲۹
ڈسمبر	۱۳۰	۱۰۰	۳۷	۲۶۷
میزان	۹۱۰	۱۰۳۵	۵۳۶	۲۴۸۱

تینوں ہوٹلوں میں ملا کے پورے ایک سال کے اندر مجموعی طور پر (۱۵۴۴۷۸) انڈے خرچ ہو جاتے ہیں اس حساب سے (۱۲۸۷۳) انڈے فی مہینے کا اوسط آتا ہے۔ تختہ سے واضح ہوگا کہ ماہ مارچ سے ستمبر تک تمام سال کے منجملہ سات مہینوں میں اوسط سے کم خرچ ہوتا ہے اور اکتوبر سے لے کر فروری تک کے پانچ میں اوسط سے زیادہ انڈے خرچ ہو جاتے ہیں۔ سات مہینوں کے خرچ کا اوسط مارچ سے ستمبر تک کا (۱۲۰۶۲) ہوتا ہے اور بقیہ پانچ مہینوں کا اوسط (۱۴۰۰۸) ہوتا ہے۔ اس سے تقریباً (۱۴،۱۲) کا تناسب ہوتا ہے یعنی ماہ مارچ سے لیکر سپٹمبر تک جتنے انڈے صرف ہوتے ہیں اور اس طرح اکتوبر سے لیکر فروری تک جس قدر انڈے استعمال ہو جاتے ہیں۔ ان دونوں کا فرق اگر دیکھا جائے تو بارہ اور چودہ آتا ہے اس طرح پرندوں کا خرچ بھی تینوں ہوٹلوں میں ملا کے (۲۴۸۱) ہے اور فی ماہ کا اوسط ۲۰۷ آتا ہے اور ان ہی سات مہینوں میں مارچ سے ستمبر تک اوسط سے کم پرند خرچ ہوئے اور ان ہی بقیہ پانچ ماہ میں اوسط سے زیادہ مارچ سے ستمبر تک کے سات ماہ میں پرندوں کے خرچ کا اوسط (۱۶۰) آتا ہے اور بقیہ پانچ ماہ کا اوسط (۲۵۸) آتا ہے اس حساب سے (۱۷:۲۶) کا تناسب پڑا یعنی مارچ تا ستمبر اور اکتوبر تا فروری کے سات اور پانچ مہینوں کے پرندوں کے خرچ میں اتنا ہی فرق آتا ہے جتنا سترہ اور چھبیس میں جس زمانہ میں انڈے زیادہ خرچ ہوتے ہیں اسی زمانہ میں پرند بھی زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ یہ بات گراف (Graph) سے بخوبی واضح ہے جو ضمیمہ (ص) میں درج ہے۔

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ دفاتر کروڑگیری میں انڈوں اور پرندوں کی درآمد کا کوئی حساب نہیں رکھا جاتا کیونکہ ان پر کوئی محصول نہیں ہوتا ہے اس لئے کوئی مکمل مواد فراہم نہیں ہو سکا۔ مگر ناظم صاحب سررشتہ کروڑگیری نے اپنی مہربانی سے اس مواد کے حاصل کرنیکا ایک انتظام کر دیا۔ بلدہ حیدرآباد و سکندرآباد کے کروڑگیری کے ناکوں کو حکم دیدیا گیا کہ ایک ہفتہ یعنی ۸ سے

۱۵ ماہ دی سنہ ۱۳۴۰ف تک ہر نا کہ پہ اُن انڈوں اور پرندوں کو شمار کر لیا جایا کرے جو ادھر سے گزریں۔ چنانچہ اس ہفتہ میں اُس طرف سے ہو کر تین ہزار چھ پرند اور چار ہزار پانچ سو انڈے شہر میں لائے گئے۔ اور اسی تعداد سے حساب لگا کر کل درآمد کا اندازہ لگایا گیا۔ یہ شمار ماہ نومبر میں کیا گیا تھا اور نومبر کا مہینہ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اُس زمانہ میں پڑتا ہے جب انڈوں اور پرندوں کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ انڈوں اور پرندوں کا جو تناسب اوپر حاصل ہو چکا ہے اسی تناسب سے حساب لگانے پر تمام سال کی درآمد کے مندرجہ ذیل اعداد حاصل ہوتے ہیں:۔

مہینے	تمام سال کا خرچ	
	انڈے	پرندے
جنوری	۱۸۰۰۰	۱۲۰۰۰
فروری	۱۸۰۰۰	۱۲۰۰۰
مارچ	۱۵۰۰۰	۸۰۰۰
اپریل	۱۵۰۰۰	۸۰۰۰
مئی	۱۵۰۰۰	۸۰۰۰
جون	۱۵۰۰۰	۸۰۰۰
جولائی	۱۵۰۰۰	۸۰۰۰
اگست	۱۵۰۰۰	۸۰۰۰
ستمبر	۱۵۰۰۰	۸۰۰۰
اکتوبر	۱۸۰۰۰	۱۲۰۰۰
نومبر	۱۸۰۰۰	۱۲۰۰۰
دسمبر	۱۸۰۰۰	۱۲۰۰۰
میزان	۱۹۵۰۰۰	۱۱۶۰۰۰

اس اندازے سے حساب لگانے پر معلوم ہوتا ہے کہ شہر میں پرندوں کے درآمد کی تعداد ایک لاکھ سولہ ہزار (۱۱۶۰۰۰) ہے لیکن ریلوے سے جو مواد ملا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود حیدرآباد اور سکندرآباد کے اسٹیشنوں سے بکثرت انڈے اور پرند باہر بھیجے جاتے ہیں۔ جن کی تعداد کسی طرح (۵۴۰۰۰) سے کم نہیں ہوتی۔ اس کے معنی یہ ہوے کہ شہر میں صرف (۶۲۰۰۰) کا خرچ ہے۔ اسی طرح انڈوں کا حال ہے۔ مندرجہ بالا تختہ سے معلوم ہوتا ہے کہ (۱۹۵۰۰۰) انڈے شہر میں باہر سے آتے ہیں۔ ریلوے کے مواد سے ظاہر ہے کہ سنہ ۱۹۲۹-۳۰ء میں آلیر۔ ہنڈیال۔ مسائی پیٹ اور مرزاپلی اسٹیشنوں سے سکندرآباد کے اسٹیشن پر (۷۲) ٹوکریاں اتاری گئیں۔ جن میں تقریباً (۴۳۲۰۰) انڈے تھے۔ اس کے معنی یہ ہوے کہ کل (۲۳۸۰۰۰) انڈے درآمد کئے گئے۔ برآمد کا یہ حال ہے کہ اسی سنہ میں سکندرآباد اور حیدرآباد کے اسٹیشنوں سے بمبئی کے لئے سات ٹوکریاں روانہ کی گئیں جن میں تقریباً تیس ہزار انڈے تھے۔ اس کے معنی یہ ہوے کہ شہر میں استعمال کے لئے (۲۰۸۰۰۰) انڈے رہ گئے۔ یعنے حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامی استعمال کے لئے تمام سال میں (۶۲۰۰۰) پرند اور (۲۰۸۰۰۰) انڈے شہر میں آتے ہیں۔ دونوں شہروں کی مجموعی آبادی تقریباً پانچ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ اس کو دیکھتے ہوے انڈوں اور پرندوں کے خرچ کی یہ تعداد بہت ہی کم ہے۔ اُس کے ساتھ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دونوں اسٹیشنوں سے بہت بڑی تعداد میں انڈے اور پرند بھی بھیجے جاتے ہیں اس کے معنی یہ لئے جاسکتے ہیں کہ پیداوار اتنی زیادہ ہے کہ مقامی مصارف سے بچ جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مختلف سڑکوں اور راستوں سے لائے ہوے مال کے علاوہ خود ان دونوں شہروں ہی میں بکثرت پیداوار ہوتی ہے۔ اس کے معنی یہ ہوے کہ اگر واقعی قابل اعتبار تخمینہ اور اعداد حاصل کرنا ہیں تو شہر میں بہت ہی تفصیلی اور غائر تحقیقات کی ضرورت ہے اس کے لئے عملہ اور کارکنوں کی تعداد بھی زیادہ ہونا چاہئے اور اُتنی ہی تعداد عملہ کی تنظیم بھی اُسی بڑے پیمانہ پر کرنا پڑیگی جیسی کہ مردم شماری کیلئے

کھائی جاتی ہے۔

(پنجم) تشکر

راقم الحروف مسٹر بی۔ اے کالنس صدر ناظم و معتمد سرکار عالی سررشتہ جات صنعت و حرفت وغیرہ کا بے انتہا رہین منت ہے جنھوں نے وقتاً فوقتاً اپنے گرانقدر مشوروں سے اس تحقیقات کی کاربرآری میں امداد فرمائی اور مین ڈاکٹر ہیرالڈ ایچ۔ مین سابق مشیر زراعت سرکار عالی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس تحقیقات کے لئے نظام العمل مرتب کرنے میں مفید مشورہ دیا۔ چیف ٹریفک مینجر گریٹ انڈین پننشلا ریلوے اور چیف کمرشل مینجر ایچ۔ ای۔ ایچ دی نظامس اسٹیٹ ریلوے اور ناظم صاحب سررشتہ کروڑگیری سرکار عالی نے جو امداد فرمائی وہ بہت ہی کارآمد اور مفید ثابت ہوئی۔ جس کے لئے مین ان صاحبان کا مرہون منت ہوں۔ مین اضلاع کے اُن مختلف عہدہ داران مال کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے اپنے اپنے ضلعوں میں دوران تحقیقات میں مددگار تحقیقات کی مدد فرمائی اور اُن تمام ہوٹلوں اور مرغبانی کے شوقینوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے وہ تمام معلومات عطا کیں جو اُن کے پاس تھیں۔

(ششم) خلاصہ و تجاویز

۱۔ مرغبانی کی اہمیت کا احساس کیا بہ لحاظ غذا کے اور کیا بہ اعتبار ذریعہ آمدنی کے تمام ہندوستان میں عموماً اور خاص کر ریاست حیدرآباد میں بہت ہی کم ہے۔ عوام الناس کو یہ بتانے اور سمجھانے کے لئے تبلیغ کی ضرورت ہے۔

۲۔ بہت سے صوبے جن میں ریاست حیدرآباد بھی شامل ہے۔ ایسے ہیں کہ جہاں انڈے اور پرند اتنی کثرت سے پیدا کئے جاتے ہیں کہ سب استعمال نہیں کئے جا سکتے۔ اس کی ضرورت ہے کہ مرغی پالنے والوں کو

بتایا جائے کہ زاید از ضرورت پیداوار کو کون سے ایسے طریقوں سے ٹھکانے لگانا چاہیئے جن سے فائدہ بھی حاصل ہو سکے۔

۳۔ ریاست حیدر آباد نے فن مرغبانی کی اہمیت کو محسوس کیا اور اسکی وسعت کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے اور اس فن کو ترقی دینے کے لئے مختلف ذرائع دریافت کرنے کے لئے تحقیقات کرائی۔ طریقہ تحقیقات بیان کیا گیا ہے اور اُن کے نتائج درج کئے گئے ہیں۔

۴۔ ریاست حیدر آباد میں سوائے سخت پابند اہل ہنود کے اور باقی قریب قریب ہر ذات اور ہر قومیت کے لوگوں میں مرغبانی کا پیشہ رائج ہے اور زیادہ تر غریب طبقہ کے لوگ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہاں اُسے ترقی اور وسعت دینے کے لئے غیر محدود میدان ہے۔

۵۔ مرغبانی کو لوگ اپنا اصل پیشہ سمجھکر نہیں اختیار کئے ہوئے ہیں بلکہ زیادہ مرغبان اہل زراعت ہیں۔ اُن کے علاوہ دوسرے قسم کے پیشہ ور لوگ بھی مرغبانی کرتے ہیں۔ مرغبانی کو اصل پیشہ کے طور پر رواج دینے کی کوشش میں کچھ زیادہ کامیابی کی امید نہیں ہے۔ مرغبانوں کو ان کا اصل فائدہ مند پیشہ اختیار کئے ہوئے رہنے دینا چاہیئے لیکن ذیلی پیشہ کے طور پر مرغبانی کو ترقی دینے میں اُن کی مدد کرنا چاہیئے۔ اصل پیشہ کے طور پر مرغبانی کو اُن لوگوں میں رائج کیا جائے جو کوئی مفید یا کار آمد پیشہ اختیار نہیں کئے ہوئے ہیں مثلاً گداگران۔

۶۔ مرغبانوں کو سب سے زیادہ شکایت وبائی امراض کی ہے۔ اُس کے علاوہ اُنھیں وہ ذرائع بھی نہیں ملتے جن سے عمدہ قسم کا مال دستیاب ہو سکے اور وہ لوگ نکاسی کی عدم تنظیم کے بھی شاکی ہیں اُنھیں مرغبانی سے متعلق حفظان صحت کے اصول بتائے جانا چاہیئے اور بیمار پرندوں کے علاج میں وقت پر مناسب مشورہ اور مدد پہنچائی جانا چاہیئے۔ افزایش نسل مرغبانی کے مزرعے قائم کئے جائیں جہاں سے انھیں عمدہ مال مل سکے اور مال کی نکاسی کو امداد باہمی کے اصول پر منتظم کرنا چاہیئے۔

۷۔ سردست مرغبان صرف دیسی دوغلی نسل کے پرند پالتے ہیں اُنکے بجائے غیر ملکی خالص نسل کے پرندوں کو رائج کرنا خارج از بحث ہے۔ البتہ دونوں کے میل سے نسل کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ ایک مزرعہ افزائش نسل قائم کرنا چاہیئے جہاں متعدد اقسام کی بیرونی خالص نسل والے پرندے رکھے جائیں اور تجربہ سے یہ معلوم کیا جائے کہ ان میں سے مجموعی صفات رکھنے والی کونسی قسم ملک کے لئے مناسب ہے۔ پھر اس نسل کے مُرغ مرغبانوں کو دیے جائیں اور اُن کے دیسی مُرغ اُن سے لے لئے جائیں۔ اُسی [illegible] دیسی پرندوں میں انتخاب کے ذریعہ سے اصلاح کی کوشش کرنا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے کہ اس طرح سے ایک ایسی نسل نکل آئے جس میں ترقی یافتہ پرندوں کی خاصیت اور کارآمد نسلوں کے سے صفات ہوں اور مضبوط و جفاکش ہو۔

۸۔ عمدہ قسم کے مال کو رائج کرنے کے لئے کچھ تبلیغی کام کرنیکی ضرورت ہے لیکن اگر ایک مرتبہ مطلوبہ قسم کا پرند ہاتھ آجائے تو پھر مواضعات اُسے مقبول کرانا کچھ مشکل نہیں ہوگا۔

۹۔ پرندوں کے بود و باش کے لئے اس وقت جو طریقہ رائج ہے وہ بہت ہی ناقص اور ناقابل اطمینان ہے۔ مرغبانوں کو سمجھایا جائے کہ پرندوں کے لئے مکانات یا دربوں کے کیا اصول ہیں اور کن طریقوں سے وہ با اصول اور سستے دربے بنا سکتے ہیں۔

۱۰۔ اس وقت مرغبان اپنے پرندوں کو کوئی دانہ چارہ وغیرہ نہیں دیتے اور جو کچھ دیا بھی جاتا ہے وہ کسی اصول پر مبنی نہیں ہے۔

مرغبانوں کو بتایا جائے کہ دانہ دینا بہت ضروری ہے بغیر اس کے کامیابی ممکن نہیں۔ سستے قسم کی غذائیں اور [illegible] ان لوگوں کو بتائے جائیں اور دانہ کی مناسب مقدار سے آگاہ کیا جائے۔

۱۱۔ دیسی مرغی بہت ہی کم انڈے دیتی ہے۔ لیکن اگر نسل کشی اچھی طرح کیجائے اور دانہ چارہ کا انتظام معقول ہو اور داشت و پرداخت مناسب طریقہ پر

کیجائے تو بہت کچھ ترقی اور اضافہ کی توقع ہے۔

۱۲۔ چونکہ مرغبانی کی تجارت کا زیادہ تر انحصار چوزوں پر ہے اس لئے عام طور پر مرغبان تمام سال مسلسل انڈوں سے بچے نکالتے رہنے پر مائل رہتے ہیں انھیں بتایا جائے کہ کسطرح انڈوں کو محفوظ کرکے رکھا جا سکتا ہے اور جب قیمتیں چڑھ جائیں تب فروخت کیا جا سکتا ہے۔ انہیں یہ بھی بتا دینا چاہئے کہ بٹھانے سے پیشتر انڈوں کی جانچ کر لیا کریں۔ تاکہ اُن کا وقت بے جان انڈوں سے بچے نکالنے کی کوشش میں بیکار نہ ضایع ہوا کرے۔

۱۳۔ عام طور پر جو پرند کہ بازار میں فروخت کے لایق سمجھا جاتا ہے اُسکی عمر کم سے کم چار مہینے کی ہوتی ہے اگر خریدار مل جائیں تو مرغبان اپنے تمام پرندوں کو فروخت کر دینے پر تیار رہتے ہیں کیونکہ انہیں ہر آن وبائی امراض کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ انہیں مشورہ دینا چاہئے کہ فروخت کرتے وقت زیادہ انڈے دینے والی مرغیوں کو افزایش نسل کے لئے منتخب کرکے محفوظ کر لیا کریں

۱۴۔ مواضعات میں تمام قسم کی بیماریاں آیا کرتی ہیں لیکن سب سے زیادہ نقصان پرندوں کو جن امراض سے پہنچتا ہے وہ چیچک ہیضہ اور سفید اسہال (White Diarrhoea) ہیں۔ اس کے لئے مرغبانوں کو پرندوں کی پرورش و پرداخت کے لئے حفظان صحت کے اصول بتائے جانا چاہئے۔

۱۵۔ جوئیں اور چیچڑیاں عام طور سے موجود رہتے ہیں اگرچہ انکی اہمیت اور مضرت کا احساس مرغبانوں کو بخوبی نہیں ہے۔ انہیں یہ باتیں بھی بتائی جانا چاہیئے اور حفظان صحت کے اصول ان کو سکھانا چاہیئے۔

۱۶۔ عام طور پر تو مقامی قابل اطمینان علاج و معالجہ کے طریقوں سے مرغبان لاعلم ہیں ویسی دوائیں دریافت کیجائیں اور ان کو رائج کیا جائے۔ بعض صورتوں میں بیرونی یا پیٹنٹ شدہ ادویات بھی بتائی جا سکتی ہیں مختلف امراض کے علامات و نشانات بھی انہیں معلوم ہونا چاہیئے تاکہ تشخیص کرنیکے بعد مناسب دوائیں دیجا سکیں۔

۱۷۔ انڈوں کی برآمد بہت ہی کم ہوتی ہے اس لئے مرغبانوں کو

نہیں معلوم ہے کہ باہر بھیجنے کے لئے انڈوں کو کس طرح حفاظت سے رکھنا چاہئے کہ ٹوٹ نہ سکیں۔ انہیں یہ باتیں سکھانا چاہئے یہ بھی بتانا چاہئے کہ روانہ کرنے سے پہلے انڈوں کو کیونکر جانچ لیا کریں۔

۱۸۔ بمبئی میں انڈوں کی قیمتیں کچھ اچھی نہیں ملتیں لیکن اگر انہیں محفوظ کیا جائے اور ان کی جانچ کی جائے اور حفاظت سے رکھ کر روانہ کیا جائے تو مرغبانوں کو اپنی زاید از ضرورت پیداوار سے بھی نفع حاصل ہوسکتا ہے۔

۱۹۔ عوام الناس کو بڑے انڈے کی خصوصیت اور بہتری کا احساس نہیں ہے۔ بڑے انڈے کی مقدار اور عمدگی کے متعلق تبلیغ کی ضرورت ہے ساتھ ہی مرغبانوں کو یہ سکھایا جائے کہ انڈوں کو جسامت اور تازگی کے اعتبار سے علٰحدہ علٰحدہ فروخت کیا کریں یہ انتظام متحدہ گوداموں یا دوکانوں کے قائم کرنے سے ہوسکتا ہے۔

۲۰۔ اگرچہ کہ ریاست حیدرآباد میں مرغیوں کی پرورش زیادہ تر ناواقف لوگ کیا کرتے ہیں اور وہ بھی کسی باضابطہ اصول کے تحت نہیں کرتے پھر بھی پرندوں کو باہر بھیجنے کی تجارت خاصی اہمیت رکھتی ہے۔

۲۱۔ بانس کی ٹوکریوں میں بھر کر پرندوں کو باہر بھیجا جاتا ہے ٹوکریونکی وسعت وغیرہ مقرر کی ہوئی ہے سررشتہ ریلوے کی۔ چونکہ ٹوکریاں ہلکی اور ارزاں ہوتی ہیں اس لئے اُن کے فوائد کے دیکھتے ہوئے انہیں آسانی سے کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ لیکن اگر ریل کے ڈبے ایسے بنوائے جائیں جن میں لکڑی کی ہوادار دیواروں اور کھلے ہوے روشن دان ہوں تو اس حبس اور دم گھٹنے والی گرمی سے پرندوں کو نجات مل سکتی ہے جو دوران سفر میں انہیں ہمیشہ پیش آیا کرتی ہے۔

۲۲۔ مرغبان خاص طور پر تجارت کے لئے نہ تو پرندوں کو فربہ کرتے ہیں اور نہ مرغوں کو آختہ کرتے ہیں جب عوام اس قسم کے پرندوں کی قیمت زیادہ دینے لگیں تو مرغبانوں کو یہ دونوں عمل بھی بتائے جانا چاہئے۔

۲۳۔ برآمد کی تجارت زیادہ تر جو ندوں میں ہے کیونکہ ان سے زیادہ

اور جلد فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

۲۴۔ عام مخلوق کو بڑے پرندوں کی کچھ زیادہ قدر نہیں ہے اس لئے اُن کی قیمتیں بھی کچھ زیادہ نہیں آتیں انہیں یہ بتانا چاہیئے کہ جسیم پرند نسبتاً زیادہ قابل قدر اور قیمتی ہوتا ہے مرغبانوں کو اپنے پرندوں کی قیمت صرف عمر ہی کے لحاظ سے مقرر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ پرندوں کے تن و توش کا بھی لحاظ کرنا چاہیئے۔

۲۵۔ دیہاتی مرغبانوں کو اس بات کی شکایت تو نہیں ہے کہ ان کا مال نکلتا نہیں ہے لیکن اگر کوئی باضابطہ تنظیم کیجائے خصوصاً استحادی اصُول پر تو مرغبانوں کو اپنے پرندوں کی مناسب قیمت ملنے میں بہت سہولت ہوجائے گی۔

۲۶۔ پیشہ ور مرغبان کے علاوہ متعدد شوقین بھی ہیں خصوصاً شہروں میں جن کے پاس عمدہ اور خالص نسل کے پرند ہیں جہاں تک اُن کے امکان میں ہے وہ لوگ مرغبانی کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں لیکن ان کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اُن کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کیجاتی۔ ان کے لئے بڑی سہولت ہوجائے اگر ایک ایسا مرکز قایم کردیا جائے جہاں سے انہیں نسل کشی کے لئے عمدہ پرند دستیاب ہوسکیں اور لوازمات مرغبانی مثلاً آلات ادویات اور دوسری ضروریات وغیرہ مل جایا کریں۔ اُسی مرکز سے بیمار پرندوں کے مرض کی تشخیص میں مدد ملا کرے اور علاج کے لئے وقت پر مناسب مشورہ حاصل ہوا کرے سب سے زیادہ وہ لوگ اس بات کے شاکی ہیں کہ اُن کی پیداوار کی قیمت خاطر خواہ نہیں ملتی اس کے لیئے یہ کیا جاسکتا ہے کہ عوام کو یہ بتایا جائے کہ خالص نسل کے پرند پالنے کے معاشی فوائد کیا ہیں تاکہ خالص نسل کے پرند اور اُن کے انڈوں کی مانگ زیادہ بڑھ جائے۔ عوام میں اس بات کی بھی تبلیغ کی ضرورت ہے کہ کھانے کے لئے بڑے انڈے پرندوں کا گوشت زیادہ اچھا اور فائدہ مند ہوتا ہے تاکہ شوقین لوگوں کے وہ مُرغ اور مرغیاں جو نسل کشی کے لئے فروخت نہ ہوسکیں

واجبی قیمتوں پر فروخت ہو سکیں۔

۲۷- اس بات کی کوشش کی گئی کہ بلدہ حیدرآباد اور سکندرآباد میں انڈوں اور پرندوں کے خرچ کی تفصیل معلوم ہو جائے لیکن جو کچھ معلوم ہوا وہ کچھ زیادہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ اگر ان شہروں کے متعلق واقعی مکمل اور قابل اعتبار مواد حاصل کرنا ہے تو نہایت تفصیلی تحقیقات اور غایر دریافت کی ضرورت ہے اور اسی کام کے لئے زیادہ عملہ اور دوسرے انتظامات کی ضرورت ہوگی جیسا کہ مردم شماری کے لئے درکار ہوتا ہے فقط

نظام الدین حیدر
منصرم ناظم زراعت سرکار عالی

ضمیمہ (الف)

فہرست مواضعات و مرغبانان و پرند

نمبر شمار	مراکز	تعداد مواضعات جن کی تحقیقات کی گئی	تعداد مرغبانان در مواضعات	تعداد مرغ اور پرند در مواضعات	اوسط تعداد مرغ اور پرند فی مرغبان
۱	اکنا پیٹ	۴	۱۸۰	۲۳۱۲	۱۳
۲	آلیر	۱۱	۸۲۵	۱۲۷۲۰	۱۵
۳	اورنگ آباد	۹	۱۲۵	۱۷۸۸	۱۴
۴	دودھنی	۹	۲۹۱	۴۱۹۰	۱۴
۵	گلبرگہ	۱۴	۴۳۷	۶۶۰۱	۱۵
۶	کرشنا	۴	۲۰۲	۲۸۲۶	۱۴
۷	مسائی پیٹ	۹	۴۵۳	۵۸۱۱	۱۳
۸	نارائن پیٹھ روڈ	۴	۱۲۰	۱۸۳۴	۱۵
۹	رائچور	۴	۱۰۲	۱۴۰۷	۱۴
۱۰	شادنگر	۱۶	۸۴۶	۱۳۷۱۴	۱۶
۱۱	شاہ آباد	۱۰	۴۰۴	۵۹۰۳	۱۵
۱۲	ٹانڈور	۱۶	۶۴۲	۱۰۹۳۴	۱۷
۱۳	وقار آباد	۲۰	۸۱۶	۹۹۵۸	۱۲
۱۴	واڑی	۱۴	۶۴۲	۸۱۰۱	۱۳
۱۵	یادگیری	۴	۳۳۵	۴۵۳۷	۱۴
	میزان	۱۴۸	۶۴۵۱	۹۲۷۳۷	۱۴

ضمیمہ (ب)

فہرست مرغبانان بہ لحاظ مذہب و قوم

نمبر	مراکز	تعداد مرغبانان			میزان	تعداد مرغبانان از اہل ہنود		فی صدی		
		ہندو	مسلمان	عیسائی		چھوت	اچھوت	ہندو / میزان	مسلمان / میزان	چھوت ہندو / میزان ہنود
١	اکنا پیٹ	١٧٣	٧	٠	١٨٠	٩٨	٧٥	٩٦	٤	٥٧
٢	آلیر	٧١٩	٦٥	٤١	٨٢٥	٤٧٤	٢٤٥	٨٧	٨	٦٦
٣	اورنگ آباد	٦٤	٦١	٠	١٢٥	٠	٦٤	٥١	٤٩	٠
٤	دیوصنی	٢٢٥	٦٦	٠	٢٩١	٦٧	١٥٨	٧٧	٢٣	٣٠
٥	گلبرگہ	٣٢٣	١١٣	٠	٤٣٦	١٣٥	١٨٨	٧٤	٢٦	٤١
٦	کرشنا	١٦٠	٤٢	٠	٢٠٢	٧٢	٨٨	٧٩	٢١	٤٥
٧	مسائی پیٹ	٤٣٢	٢١	١	٤٥٤	٢٥٢	١٨٠	٩٥	٥	٥٨
٨	نارائن پیٹ روڈ	٩٩	٢١	٠	١٢٠	٤٨	٥١	٨٣	١٧	٤٨

ضمیمہ (ب)

مکمل فہرست مرغبانان بہ لحاظ مذہب و قوم

نمبر	مراکز	تعداد مرغبانان			میزان	تعداد مرغبان از اہل ہنود		فی صدی		
		ہندو	مسلمان	عیسائی		اچھوت	[illegible]	ہندو / میزان	مسلمان / میزان	چھوت ہندو / میزان ہنود
۹	رائچور	۹۴	۸	۰	۱۰۲	۲۸	۶۶	۹۲	۸	۳۰
۱۰	شاد نگر	۸۲۸	۴۸	۰	۸۷۶	۴۸۸	۳۴۰	۹۵	۵	۵۹
۱۱	شاہ آباد	۲۹۹	۱۰۵	۰	۴۰۴	۱۰۴	۱۹۵	۷۴	۲۶	۳۵
۱۲	ٹانڈور	۵۴۸	۹۳	۱	۶۴۲	۳۸۷	۱۶۱	۸۵	۱۵	۷۱
۱۳	وقار آباد	۶۴۲	۱۷۱	۳	۸۱۶	۳۲۱	۳۲۱	۷۹	۲۱	۵۰
۱۴	واڑی	۴۸۳	۱۵۹	۰	۶۴۲	۱۸۸	۲۹۵	۷۵	۲۵	۳۹
۱۵	یادگیری	۲۶۸	۶۷	۰	۳۳۵	۲۲۲	۲۴۶	۸۰	۲۰	۸۳
	میزان	۵۳۵۷	۱۰۴۸	۴۶	۶۴۵۱	۲۸۸۴	۲۴۷۳	۸۳	۱۶	۵۴

ضمیمہ (ج)

موضعاتی معلومات متعلق بہ مرغبانی

نام ضلع

نام تعلقہ

نام موضع

تعداد مکانات در موضع

آبادی - ہندو مسلمان عیسائی اور پارسی

نمبر	نام مرغبان	پیشہ	پیشہ علاوہ مرغبانی	تعداد پرند					معمولی پرند ہیں یا کسی خالص نسل کے
				مرغیاں	بط	قاز	فیل مرغ	گینی فاول	

ضمیمہ (۵)

ضلع میں مرغبانی کی معلومات

نام ضلع ....

شمار	نام [illegible]	تعداد مکانات	آبادی				تعداد پرند					
			ہندو	مسلمان	عیسائی اور پارسی	میزان	مرغیاں	بط	قاز	فیل مرغ	گنی فاول	میزان
	تعلقہ موضع											

ضمیمہ (۳)

سررشتہ زراعت سرکار عالی

تحقیقات مرغبانی

گشتی سوال بند

ممالک محروسہ سرکار عالی میں اس وقت مرغبانی کی جو حالت ہے اس کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں دریافت طلب ہیں (مرغبانی میں چوزے اور بطیں وغیرہ بھی شامل ہیں) جن صاحبان کے پاس کچھ مواد ہو ان سے استدعا کیجاتی ہے کہ براہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرمادیں۔

نظام الدین صاحب۔ نائب ناظم زراعت سرکاری مزرعہ حمایت ساگر حیدرآباد دکن۔

اول۔ مرغبان

۱۔ کس طبقہ کے لوگ مرغیاں پالتے ہیں؟

۲۔ پیشہ مرغبانی کس حد تک اصل پیشہ ہے اور کس حد تک ذیلی؟

۳۔ اس پیشہ کے متعلق مرغبانوں کو کس قسم کی اور کیا کیا شکایتیں ہیں؟

دوم۔ مرغیوں کی نسلیں

۱۔ علاوہ معمولی دیسی مرغیوں کے کیا اور بھی کسی نسل کے پرندے پالے جاتے ہیں۔ اگر پالے جاتے ہیں تو کن نسلوں کے اگر نام نہیں معلوم ہوں تو ان نسلوں کی خصوصیتیں لکھی جائیں۔

۲۔ کیا لوگ ترقی یافتہ اور خالص نسل کے پرند کی تلاش میں رہتے ہیں؟ اگر اس قسم کے نسل کے نر فراہم کردیے جائیں تو کیا لوگ انہیں لینگے؟

سوم - بود و باش و خور ونوش

۱- جو لوگ مرغیاں پالتے ہیں وہ ان کے رہنے سہنے کے کیا انتظام کرتے ہیں؟

۲- عام طور پر پرندوں کو کون سا اور کتنی مقدار میں دانہ دیا جاتا ہے؟

(۱) چوزوں کو اور (۲) بڑے پرندوں کو کیا اور کتنی غذا ملتی ہے۔

چہارم - پیداوار

۱- کیا ولیکی مرغی کے انڈے دینے کی کوئی اوسط تعداد معلوم ہوسکتی ہے؟

۲- بچے نکالنے کے انڈے کس تناسب سے بٹھائے جاتے ہیں؟

انڈے بٹھانے کے لئے کسی خاص موسم یا کوئی خاص حالات کا لحاظ کیا جاتا ہے؟

۳- بازاروں میں عموماً کن عمروں کے پرندوں کو فروخت کیا جاتا ہے؟

پنجم - امراض

۱- کون کون سی بیماریاں خصوصاً وبائی امراض ایسے ہیں جن سے پرندوں کی جانیں ضایع ہو جاتی ہیں؟

۲- جووں اور چیچڑیوں (Lice and ticks) کے ایسے کیڑے (Parasites) کیا بہت ہی اہم اور مہلک ہیں اور کیا ان کی اہمیت کو لوگ محسوس کرتے ہیں؟

۳- مختلف بیماریوں کے لئے مرغبان کون کون سی دوائیں استعمال کراتے ہیں اور اُن کے کیا کیا اثرات ہوتے ہیں؟

ششم - پیداوار کا نکاس

الف - انڈے

۱- انڈوں کی نکاسی کس طرح ہوتی ہے؟ باہر بھیجے جاتے ہیں یا مقامی طور پر خرچ ہو جاتے ہیں؟

۲- اگر باہر بھیجے جاتے ہیں تو ان کو کس طرح رکھکر روانہ کیا جاتا ہے؟ اور کیا پیک کرنے کا طریقہ قابل اطمینان ہے؟ عموماً شکست وریخت کی تعداد فی صدی کیا رہتی ہے؟

۳۔ کیا انڈوں کو محفوظ کرنے کا کوئی طریقہ رائج ہے اگر ہے تو وہ طریقہ کیا ہے؟

۴۔ سال کے مختلف موسموں میں عام طور پر انڈوں کی قیمت ملتی ہے؟

۵۔ اگر انڈے بڑے ہوں تو کیا اسی مناسبت سے قیمت بھی چڑھ جاتی ہے؟

ب۔ پرند

۱۔ کیا تمام پرند باہر ہی بھیجدے جاتے ہیں؟ یا کچھ مقامی طور پر بھی خرچ ہوتے ہیں؟

۲۔ پرندوں کو کس طرح رکھکر باہر بھیجا جاتا ہے اور کیا وہ طریقہ اطمینان بخش ہے راستہ میں پرندوں کی اموات کی تعداد کیا رہتی ہے؟

۳۔ کیا کھانے کے لئے پرندوں کو فربہ کیا جاتا ہے؟ کیا مرغوں کو آختہ کیا جاتا ہے؟

۴۔ سال کے مختلف موسموں میں چوزوں اور بڑے پرندوں کی قیمت کیا رہتی ہے؟

۵۔ اگر پرند بڑے ہوں تو کیا اُن کی قیمت بھی چڑھ جاتی ہے؟

۶۔ کیا مال کی نکاسی میں کسی قسم کی دشواری پیش آیا کرتی ہے؟

ضمیمہ (س)

تعداد مرغبانان بہ لحاظ پیشہ

شمار	مراکز	تعداد مرغبانان: زراعت پیشہ	تعداد مرغبانان: غیر زراعت پیشہ	تعداد مرغبانان: میزان	حساب فیصدی: زراعت پیشہ / میزان فیصدی
۱	اکناپیٹ	۱۶۸	۱۲	۱۸۰	۹۳
۲	آلیر	۴۵۷	۳۶۸	۸۲۵	۵۵
۳	اورنگ آباد	۱۰۵	۲۰	۱۲۵	۸۴
۴	دودھنی	۲۷۸	۱۳	۲۹۱	۹۶
۵	گلبرگہ	۳۸۳	۵۴	۴۳۷	۸۸
۶	کرشنا	۱۷۱	۳۱	۲۰۲	۸۴
۷	سائی پیٹ	۳۳۸	۱۱۶	۴۵۴	۷۴
۸	نارائن پیٹھ روڈ	۶۴	۵۶	۱۲۰	۵۳
۹	رائچور	۷۳	۲۹	۱۰۲	۷۱
۱۰	شاد نگر	۵۵۴	۳۲۲	۸۷۶	۶۳
۱۱	شاہ آباد	۳۴۳	۶۱	۴۰۴	۸۵
۱۲	تانڈور	۴۱۴	۲۲۸	۶۴۲	۶۴
۱۳	وقار آباد	۵۷۶	۲۴۰	۸۱۶	۷۱
۱۴	واڑی	۵۲۷	۱۱۵	۶۴۲	۸۲
۱۵	یادگیری	۲۱۹	۱۱۶	۳۳۵	۶۵
	میزان	۴۶۷۰	۱۷۸۱	۶۴۵۱	۷۲

تمت

ضمیمہ (ص)

ہوٹلوں میں سال کے مختلف موسموں میں انڈوں اور
پرندوں کے خرچ کی تعداد

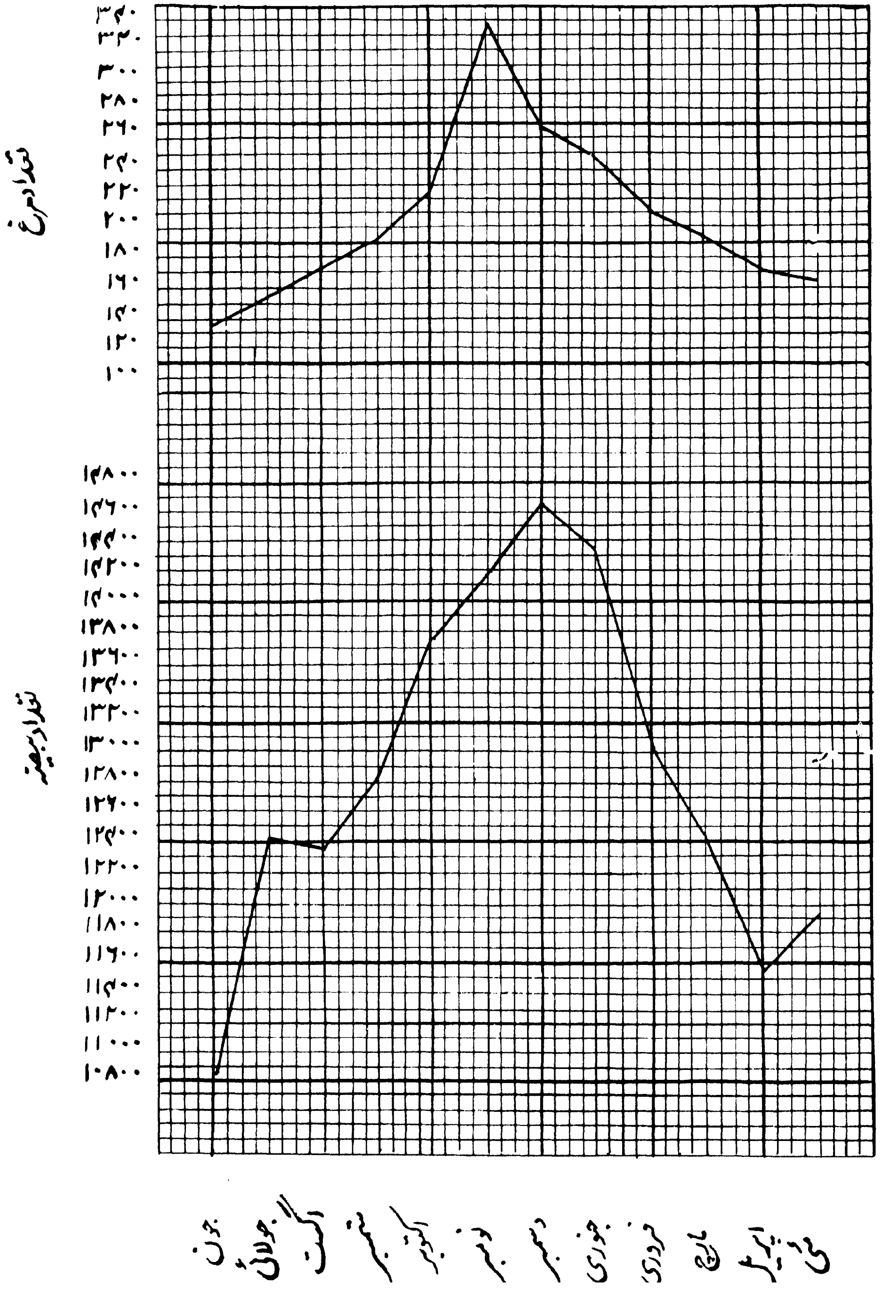

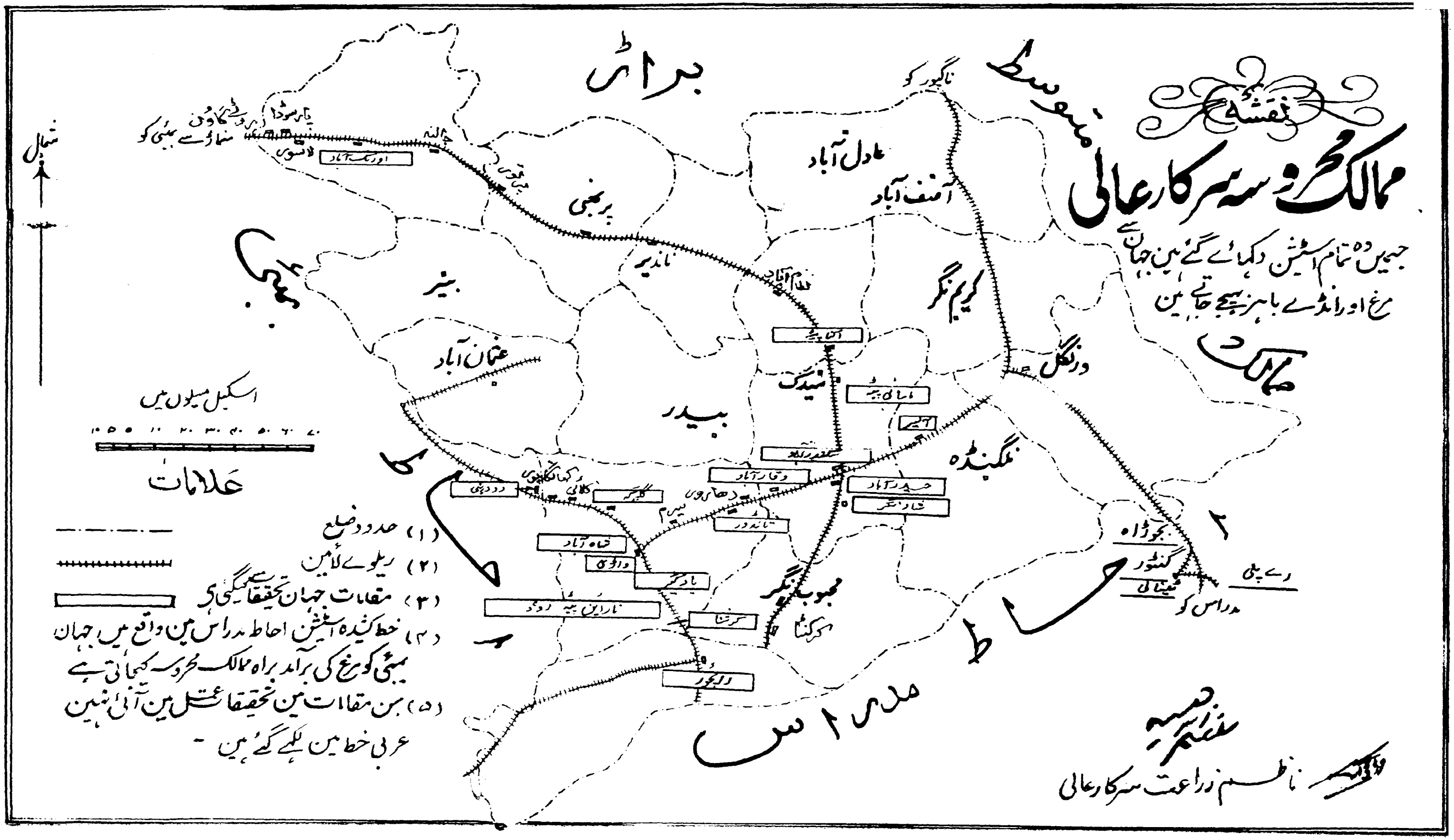

نقشہ
ممالک محروسہ سرکار عالی
جسمیں وہ تمام اسٹیشن دکھائے گئے ہیں جہاں سے
مرغ اور انڈے باہر بھیجے جاتے ہیں
ممالک متوسط
برار
بمبئی
مدراس
ممالک متوسط
عادل آباد
آصف آباد
کریم نگر
ورنگل
پربھنی
ناندیر
بیڑ
عثمان آباد
بیدر
میدک
نلگنڈہ
محبوب نگر
گلبرگہ
رائچور
ناگپور کو
مدراس کو
بمبئی کو
علامات
(۱) حدود ضلع
(۲) ریلوے لائین
(۳) مقامات جہاں تحقیقات کی گئی ہے
(۴) خط کشیدہ اسٹیشن احاطہ مدراس میں واقع ہیں جہاں
بمبئی کو مرغ کی برآمد براہ ممالک محروسہ ہوتی ہے
(۵) جن مقامات میں تحقیقات عمل میں آئی نہیں
عربی خط میں لکھے گئے ہیں -
اسکیل میلوں میں
شمال
ناظم زراعت سرکار عالی